580

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء
عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا
غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵
رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ
الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں دوبار

الفضل

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر
غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی
ششماہی للعمر
سہ ماہی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳	مطابق ۲۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۴ھ	یوم جمعہ	مورخہ ۴ جون سنہ ۱۹۲۶ء	نمبر ۱۱۶

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کو ۱۳ مئی کی رات کو حرارت ہو گئی۔ اور آج (یکم جون) دن بھر بہت طبیعت خراب رہی۔ بارہ بجے کے قریب تپ بھی ہو گئی احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔

شور کوٹ میں ۴۔ ۵ مئی کو غیر احمدیوں سے مباحثہ قرار پایا ہے۔ جس کے لئے مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی جھنگ سے فارغ ہو کر وہاں پہنچ جائیں گے۔

میاں غلام نبی صاحب مہاجر لاہوری ۱۴ مئی سنہ ۱۹۲۶ء کی صبح کو فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

امریکن احمدیہ مشن نیوز

شکاگو میں عید الفطر

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی جدوجہد سے آج مولا کریم نے اس کفرستان کے باشندوں کو بھی قبولیت اسلام کی توفیق بخشی۔ اور نہ صرف قبول ہی کرنے کی طاقت دی۔ بلکہ اپنے فضل سے اور اپنے فرستادہ اور اس کے جانشین کی دعاؤں کی برکت سے اسلامی احکام کی پابندی کی بھی استطاعت عطا فرمائی۔ نو مسلمین امریکہ میں سے بعض ایسے احباب بھی ہیں۔ جنہوں نے تمام رمضان کے روزے پورے کئے۔ جن صاحبان نے ماہ رمضان کے احکام کو پورا کیا۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ مسٹر عبد الحق فرانسوا۔ مسز عائشہ فرانسوا۔ مسٹر فرحت سینٹری۔ مسٹر لطیف ووڈلینڈ۔ پروفیسر برکت اللہ ولیم۔ برادر عبد الحکیم آگسٹ وکیل۔ مسز نعمت اللہ ڈاکس۔

یہاں عید الفطر ۱۳ اپریل کو بروز منگل ادا ہوئی۔ جس کے متعلق قبل از وقت اعلان کیا گیا تھا۔ چنانچہ مطابق اعلان لوگ بروقت آ گئے۔ اور برادرم لطف الرحمٰن صاحب نے عید کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد عاجز نے عید کا خطبہ پڑھا۔ جس میں عید کے مسائل بیان کئے۔ بعد ازاں برادرم چوہدری عبد الحمید صاحب بی۔ ایس مکینکل انجینئر کھڑے ہوئے اور ایک پر جوش تقریر فرمائی۔ جس کا لب لباب یہ تھا۔ کہ جب تک ہم تمام امریکہ کو مسلمان نہ بنا لیں گے۔ اسوقت تک ہماری عید حقیقی عید نہ ہوگی۔ بہ الفاظ دیگر انہوں نے مفصلہ ذیل شعر کی تفسیر فرمائی۔

> ارادہ دین حق زیر ہے مدتوں تک
> کریں گے ہم اس کو زبر دیکھ لینا

آخر میں برادرم عبد الحق صاحب فرانسوا کی باری آئی۔ انہوں نے بھی مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں بیان کیا کہ شکاگو میں ایک احمدی طالب علم کا وجود ہی مسیح موعود کی پیشگوئی کو پورا کرتا ہے۔ Zion City بھی مسیح محمدی کی ایک نشانی ہے۔ انہوں نے اختتام پر کہا۔ اور لوگ تو اپنے اپنے Birthday anniversary مناتے ہیں

مگر میاں اور میری بیوی اپنے قبولیت اسلام کے دن کو Celebrate کرتے ہیں۔ اسلام مجھے اپنی جان، بیوی اور بچوں سے زیادہ عزیز ہے۔ تقریروں کے بعد سب کو کھانا کھلایا گیا۔ حاضرین کی تعداد چالیس اور پچاس کے درمیان تھی۔

کام میں باقاعدگی

جوں جوں ہمارا دائرہ تبلیغ بڑھتا جاتا ہے۔ ہمارے فرائض اور ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں۔ جب ابتدا میں مشن کو کھولا جاتا ہے۔ تو کام محدود ہوتا ہے۔ مشنری کو صرف لیکچروں اور سلسلہ کی خط و کتابت پر ہی نظر ہوتی ہے۔ مگر بعد ازاں کام پھیلنا شروع ہوتا ہے۔ لیکچر۔ خط و کتابت۔ ملاقاتیں۔ نومسلموں کی اخلاقی نگرانی۔ ان کی مذہبی تعلیم و تربیت ان کو Organized رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ کل کی ڈاک میں میرے آقا حضرت محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کا نامہ مبارک ملا جس میں نہایت ہی عمدہ ہدایات متعلق تبلیغ دی ہوئی تھیں۔ کاش کہ ان ہدایات پر ابتدا سے ہی عمل کیا جاتا۔ تو اب تک امریکہ کے بہت سے شہروں میں احمدیہ مشن قائم ہو جاتے۔ خیر گذشتہ را صلوٰۃ۔ آئندہ را احتیاط۔ اب بھی مولا کریم توفیق دے کہ ان ہدایات پر عمل کر سکیں۔ جن سے کہ تبلیغی دائرہ بڑھیگا اور مضبوطی پکڑیگا۔ جب تک ہم باقاعدگی کو اپنا اصول نہ بنا لینگے اسوقت تک ہم ہرگز ہرگز اپنے مقاصد کو نہ پائینگے۔ عاجز پہلے سے ہی اپنی سمجھ کے مطابق ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ اب جبکہ قیمتی ہدایات دستیاب ہوگئیں۔ تو میری کچی تجاویز باقاعدگی کی صورت اختیار کرکے انشاء اللہ تعالیٰ احسن نتیجہ پیدا کرینگی۔ عاجز کو ہمیشہ یہ فکر رہتی ہے۔ کہ کہیں امریکن لوگ اسلام کو کسی اور رنگ میں نہ رنگ ڈالیں۔ جیسے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ میں فرمایا تھا کہ "مجھے یہ فکر نہیں کہ یورپ اسلام کو کیسے قبول کریگا۔ بلکہ مجھے اس بات کی فکر ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ سے اسلام کو کیسے بچاؤں گا"۔ درحقیقت یہ بات بہت قابل غور و فکر ہے۔ اگر اسکو فراموش کر دیا گیا تو مغربی اقوام اسلام کی حالت بھی ویسی ہی کر دینگی جیسے کہ انھوں نے عیسائیت کی کی۔

زکوٰۃ کی تحریک اور اس پر لبیک

عاجز نے دو ہفتہ ہوئے زکوٰۃ کی تحریک کی تھی۔ اور اس اتوار سب سے پہلے مسٹر نعمت دین راس نے لبیک کہتے ہوئے زکوٰۃ ادا کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ امید کی جاتی ہے کہ آہستہ آہستہ اوروں کو بھی تحریک پیدا ہوگی۔ اور وہ اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کرکے انہیں پورا کرینگے۔

امریکن مسلم پبلشنگ سوسائٹی کی پہلی اشاعت

کسی گذشتہ رپورٹ میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ ہم نے یہاں پر ایک سوسائٹی بنام "امریکن مسلم پبلشنگ سوسائٹی" قائم کی ہے۔ سو خدا کے رحم کے ساتھ سب نے اپنا چندہ ادا کیا۔ جس سے کہ یہ Leaflet شائع ہوئی۔ کہنے کو تو یہ ایک رقعہ ہی ہے مگر ابتدا ہمیشہ ایسے ہی چھوٹی سی بنیاد سے شروع ہوتا ہے۔ جیسا کہ امریکن بائبل پبلشنگ سوسائٹی شروع ہوئی تھی۔ تو اسکی بنیاد بھی چند تختوں پر ہی رکھی گئی تھی مگر آج اسکی اشاعت کی کوئی انتہا نہیں۔

احمدیہ مشن آف ٹرینیڈاڈ

شیخ ابراہیم صاحب منڈل ذیل تحریر فرماتے ہیں: کہ میں تبلیغ احمدیت میں ہمہ تن مصروف ہوں۔ اور اکثر لوگ اسلام کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ مگر میرے پاس لٹریچر نہیں کہ ان کو بیچ سکوں۔ لوگوں کی خواہش پر لبرٹی ہال میں میرا ہر مہینہ لیکچر ہوتا ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امیدوار ہوں کہ ہم یہاں پر جلد پختہ قدم جمالیں گے۔

مسٹر جیرٹ آف سنٹرل امریکہ

مسٹر جیرٹ صاحب کو وقتاً فوقتاً اسلامی لٹریچر بھیجا جاتا ہے۔ جیسے وہ لوگوں میں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں۔ میں اپنی لیاقت کے مطابق تبلیغ اسلام میں لگا رہتا ہوں۔ مگر اکثر حیران ہوتا ہوں کہ ایسا آسان اور خوبصورت مذہب ان لوگوں کی سمجھ میں کیوں نہیں آتا۔ وجہ یہی کہ پادریوں نے اسلام کو بہت بدنما شکل میں دنیا کے آگے پیش کیا۔ اور لوگوں کے دلوں میں ایسا زہر بھرا جس کے نکالنے کے لئے کچھ عرصہ درکار ہے۔

سائنس اور عیسائیت کی عداوت

سائینٹیفک ترقی کے ساتھ ساتھ لوگوں کی عیسائیت سے نفرت بڑھتی جاتی ہے پادری لوگ خوب جانتے ہیں کہ جب دنیا علم سائنس کی طرف راغب ہو کر ترقی کرنے لگی تو ہماری روزی ماری جائیگی اس لئے وہ ہر طرح سے سائنس کی ترقی میں حائل ہوتے ہیں۔ سائنس کہتی ہے کہ زمین گول ہے۔ مگر بائبل کہتی ہے کہ زمین چپٹی ہے۔ سائنس بتلاتی ہے کہ کوئی آدمی آسمان پر نہیں جا سکتا۔ مگر عیسائیت کہتی ہے کہ ہمارا "خداوند یسوع" آسمان پر چڑھ گیا۔

جب شروع شروع میں امریکہ میں ریل جاری ہوئی۔ اور ایک ریلوے کمپنی نے شکاگو میں پلیٹ فارم کھولنے کے لئے زمین خریدنی چاہی تو پادریوں نے اس میں مزاحمت کی اور کہا کہ ریلوے گاڑی شیطانی کام ہے اور خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔ کیونکہ ریل گاڑی اس لئے ایجاد کی گئی ہے کہ انسان سفر جلد طے کر سکے اگر خدا چاہتا کہ انسان جلدی سفر طے کرے تو وہ تمام انسانوں کو پرندوں کی مانند پر لگا دیتا۔ تا وہ اڑ کر بڑا فاصلہ تھوڑے وقت میں طے کر لیتے۔ مگر جب خدا نے ایسا نہیں کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ریلوے گاڑی خدائی ارادے کے خلاف ہے۔

گذشتہ سال کا واقعہ ہے کہ تمام ملک کے پادریوں نے مل کر یہ قانون پاس کرانا چاہا کہ سکولوں میں مسئلہ ارتقاء (Science of Evolution) نہیں پڑھائی جانی چاہیئے۔ اور آج تک یہ مقدمہ سپریم کورٹ میں زیر فیصلہ ہے۔ پچھلے ہفتہ امریکہ کا ایک بڑا سائنٹسٹ ان مراحل میں کہ جس نے Agricultural Dept. میں بہت خدمات کی ہیں علاوہ اس کے بہت Research Work کیا ہے جب وہ بستر مرگ پر پڑا۔ تو پادری اسکو گناہوں کا اقرار کرانے گئے۔

مگر اس نے کہا کہ میں مسیح کو صرف خدا کا بندہ مانتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ میری نجات اپنے اعمال پر منحصر ہے نہ کہ کفارہ پر۔ اسپر ملک بھر میں شور مچ گیا۔ پادریوں نے اسپر کفر کی مہر لگا دی۔ اور اس کا جنازہ پڑھنا ناجائز قرار دیا۔ اس واقعات سے احباب اندازہ لگا لیں کہ علم سے عیسائیت کو کیسی سخت نفرت ہے۔

غیر ملکی پادری ملک میکسیکو سے بدر کئے گئے

گذشتہ ماہ میں تمام یورپین اور امریکن پادری میکسیکن حکومت کے حکم سے اس ملک سے نکال دئے گئے کیونکہ وہ ملک کے سیاسی معاملات میں خفیہ طور پر دخل دیتے تھے۔ میں کسی گذشتہ رپورٹ میں بھی لکھ چکا ہوں کہ پادری لوگ غیر ممالک میں مذہب کی آڑ میں کئی ایک سیاسی راہیں صاف کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ اوپر سے بھیڑ اور اندر سے بھیڑیئے ہوتے ہیں۔ ملک میکسیکو سے ان لوگوں کو چند گھنٹوں میں نکال دیا گیا۔ کیونکہ یہ لوگ ملکی امن و ترقی کے لئے بہت مضر تھے۔

پتہ

اگر کسی صاحب کو امریکہ کے متعلق کسی قسم کی اطلاع یا مشورہ طلب ہو تو عاجز سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ عاجز کا پتہ یہ ہے:۔

M. Y. Khan
Moslem Ahmadi missioner
4448 Wabash Ave.
Chicago, Illinois, U. S. A.

خاکسار محمد یوسف خان عفی اللہ عنہ از شکاگو - ۲۲ اپریل ۱۹۲۶ء

اخبار احمدیہ

لائلپور میں جلسہ تبلیغ
(تار بنام الفضل)

سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ بذریعہ پیام برقی حسب ذیل اطلاع دیتے ہیں:۔ "الحمد للہ انجمن احمدیہ لائلپور کا سالانہ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ ہر اجلاس میں حاضری خاصی ہوتی تھی۔ مختلف مضامین پر اچھے شاندار لیکچر ہوئے۔ اور سکھ صاحبان کے ایک مہنت کے ساتھ حضرت گورو نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے کے متعلق دلچسپ اور کامیاب مباحثہ ہوا۔ آریہ دوستوں نے بھی کانفرنس میں شامل ہونے کا وعدہ کیا۔ مگر عین وقت پر اپنی شمولیت سے انکار کر دیا۔ پبلک مباحثہ سے از حد محظوظ ہوئی جس کا اچھا اثر ہوا۔ مباحثہ میں خدا کے فضل سے ہمیں کامیابی حاصل ہوئی۔"

دعائے مغفرت کی درخواست بذریعہ تار

جناب سید بشارت احمد صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں:۔ "میری پیاری ہمشیرہ نواب اکبر یار جنگ بہادر کی اہلیہ گیارہ ماہ مسلسل بیمار رہنے کے بعد رات ایک بجے کے قریب اس عالم فانی سے عالم جاودانی ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت اقدس میں مرحومہ کی نماز جنازہ کیلئے عرض کی گئی ہے کیونکہ حضور کی دعا ہی حقیقی دعا ہے اور دوسروں کی دعاؤں سے کروڑ درجہ زیادہ مؤثر اور درجہ اجابت پر پہنچنے والی ہے۔ برادران سلسلہ کی دلی ہمدردی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سے بھی مرحومہ کی دعائے مغفرت کے لئے درخواست ہے۔ مرحومہ ایک ڈیڑھ سال کا بچہ پیچھے چھوڑ گئی ہے احباب سے التماس ہے کہ وہ اس کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اسے لمبی عمر دے اور خادم دین بنائے۔"

(الفضل) ہمیں جناب سید صاحب اور جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر سے دلی ہمدردی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم جمعہ قادیان دارالامان ۔ ۴ جون ۱۹۲۶ء

اسلامی فرقوں کے اتحاد کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تجویز

اور خلافت کانفرنس کا اجلاس خصوصی

(نمبر ۱)

کچھ عرصہ ہوا۔ جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو نے مسلمانوں کی مالی اور تمدنی اصلاح اور تنظیم کے متعلق امرتسر میں ایک آل مسلم پارٹیز کانفرنس منعقد کی۔ اور اس کے پروگرام کی ایک کاپی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجکر خواہش ظاہر کی۔ کہ حضور بذات خود اس کانفرنس میں شریک ہو کر نہ صرف ان تجاویز کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔ جو مسلمانوں کی تنظیم کے متعلق سوچی گئی ہیں۔ بلکہ اپنی طرف سے بھی وہ طریق ارشاد فرمائیں۔ جو عام مسلمانوں کی بہبودی اور فائدہ کے لئے ضروری ہوں اگرچہ حضور اپنی اہم دینی مصروفیتوں کی وجہ سے بذات خاص تو اس کانفرنس میں تشریف نہ لے جاسکے۔ لیکن چونکہ حضور تمام مسلمانوں کی ترقی اور بہبودی کے لئے اپنے سینہ میں پر اخلاص دل رکھتے ہیں۔ اور ہر ایسے موقعہ پر اپنی ہمدردانہ اور پر خلوص نصائح سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جس پر ان کے مستفیض ہونے کا امکان ہو۔ اس لئے حضور نے ایک رسالہ کی صورت میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر نہایت شرح و بسط سے اظہار رائے فرمایا۔ اور اپنے خاص نمائندوں کے ذریعہ وہ رسالہ کانفرنس کے ارباب حل و عقد کے غور و فکر کے لئے بھیج دیا ۔

اس رسالہ میں حضور نے جہاں کانفرنس کے اغراض و مقاصد اور اس کے لائحہ عمل کے متعلق نہایت مفید اور نتیجہ خیز نصائح اور ہدایات فرمائیں۔ وہاں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا۔ کہ مسلمانوں کو اس وقت تک اپنی تمدنی اور سیاسی حالت کی درستی اور اصلاح میں کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ جب تک تمام فرقوں کے مسلمان مشترکہ اغراض کے لئے متحد نہ ہو جائیں۔ اور اس کے لئے اپنے مذہبی اختلافات کو نظر انداز نہ کر دیں۔ چنانچہ حضور نے اس رسالہ کے شروع میں ہی تحریر فرمایا:۔

"مجھے ابتداء ہی میں اس بات کو بتا دینا چاہیئے کہ کبھی بھی آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے داعیان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ اس امر کو نہ سمجھ لیں۔ اور سب مسلمانوں کو اپنا ہم خیال نہ بنا لیں کہ اسلام کی اس زمانہ میں دو تعریفیں ہیں۔ ایک مذہبی اور ایک سیاسی۔ مذہبی تعریف ہر ایک شخص کے اختیار میں ہے۔ وہ جو چاہے تعریف کرے۔ اور اس کے مطابق جس کو چاہے کافر بنائے اور جسکو چاہے مسلمان کسی کا حق نہیں کہ اس پر اس سے ناراض ہو۔ گو ہر ایک کا حق ہے کہ اسکو اگر وہ غلطی پر ہے۔ تو سمجھائے۔ دوسری تعریف سیاسی ہے۔ اور یہ تعریف کوئی فرقہ خود نہیں کر سکتا۔ بلکہ یہ تعریف اسلام کا لفظاً و معناً انکار کرنے والے لوگ کرتے ہیں۔ اور کر سکتے ہیں۔ سیاسی طور پر کون لوگ مسلمان ہیں۔ اس کا جواب نہ دیوبند سے سکتا ہے۔ نہ قادیان۔ نہ فرنگی محل۔ نہ گولڑہ اور نہ علی پور اس کا جواب صرف ہندو اور عیسائی اور سکھ دے سکتے ہیں۔ جن سے مسلمانوں کا سیاسی واسطہ پڑتا ہے۔ اگر ایک جماعت کو دیگر مذاہب کے پیرو مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں۔ تو ایک لاکھ مولویوں کے فتوے بھی اسکو سیاست اسلامیہ سے باہر نہیں نکال سکتے سنی خواہ شیعوں کو اور شیعہ خواہ سنیوں کو کافر کہیں لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ سیاسی معاملات میں ہندو اور سکھ سنیوں اور شیعوں سے کیا معاملہ کرینگے۔ کیا سنیوں اور شیعوں کو کافر کہنے کے سبب سے ہندو لوگ سنیوں اور شیعوں سے الگ الگ قسم کا معاملہ کرینگے۔ نہیں وہ جو کارروائی ایک قوم کے خلاف کرینگے۔ وہی دوسری کے خلاف بھی کریں گے۔ پس سیاستاً ان کے مفاد ایک ہیں۔ جن کو اسلام کا لفظ حاوی ہے۔ اور اگر وہ اس نکتہ کو نہیں سمجھیں گے تو ان کو ایک ایک کر کے دوسری قومیں کھا جائینگی اور ان کو اس وقت ہوش آئے گا۔ جب ہوش آنے کا وقت نہ ہوگا۔"

ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت کے لحاظ سے یہ نہایت اہم اور قیمتی مشورہ ہے۔ جو خلوص قلب اور درد دل سے دیا گیا۔ اور حضور نے اسکی اہمیت ذہن نشین کرنے کے لئے رسالہ کے خاتمہ پر ایک دفعہ پھر اسکی طرف بالفاظ ذیل توجہ دلائی۔

"پھر ایک دفعہ اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ کہ سب محنت رائگاں اور سب تدابیر عبث جائینگی۔ اگر اس کو اچھی طرح نہ سمجھ لیا گیا کہ ہم باوجود ایک دوسرے کو کافر کہنے کے اغیار کی نظروں میں مسلمان ہیں۔ اور ایک کا نقصان دوسرے کا نقصان ہے۔ پس سیاسی میدان میں ہمیں مذہبی فتووں کو نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ان کے دائرہ عمل سے خارج ہیں اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ تم اپنی سیاسی ضروریات کے لئے ان لوگوں سے ملکر کام نہیں کر سکتے۔ جن کو تم مسلمان نہیں سمجھتے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکوں کے مقابلہ میں یہود سے سمجھوتہ کر سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان کہلانے والے فرقے اسلام کی سیاسی برتری بلکہ یہ کہو۔ کہ سیاسی حفاظت کے لئے اس میں ملکر کام نہ کر سکیں۔ اگر ہم ایسے موقعہ پر اتحاد نہ کر سکیں گے۔ تو یقیناً اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ہمارا اختلاف اسلام کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنی ذات کے لئے ہے۔ اپنے نفسوں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بدبختی سے محفوظ رکھے ۔"

ان سطور میں جس وضاحت اور خوبی کے ساتھ تمام مسلمان کہلانے والے فرقوں کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سیاسی حفاظت جو دوسرے لفظوں میں مسلمانوں کی سیاسی حفاظت ہے۔ کے لئے توجہ دلائی۔ اور اسکی اہمیت بتائی ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی اور کیا بتا سکے گا۔ اور تمام مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کی ضرورت پر اس سے زیادہ کیا روشنی ڈال سکے گا۔ لیکن افسوس! کہ وہ جماعت جس کے واجب الاطاعت امام نے مسلمانوں کو اس دلسوزی اور ہمدردی سے سیاسی معاملات میں متحد ہو کر کام کرنے کی ضرورت بتائی۔ اسی کے متعلق "جمعیۃ العلماء ہند" نے یہ جھگڑا پیدا کر دیا۔ کہ اگر اس جماعت کے نمائندے کانفرنس کے اجلاس میں شریک ہوں۔ تو وہ نہ صرف خود شریک نہ ہونگے بلکہ تمام مسلمانوں کو بھی فتوے کے رو سے باز رکھنے کی کوشش بھی کرینگے۔ چنانچہ "جمعیۃ العلماء" نے اپنا سارا زور اس کے لئے صرف کر دیا۔ اور جب ایسے احمدی نمائندوں کو کانفرنس میں شرکت سے روکنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ تو وہ خود شریک نہ ہوئے۔ اور پھر ایک لمبے عرصہ تک اخبارات میں کانفرنس کے خلاف خامہ فرسائی کرتے رہے۔ ان کی سمجھ میں یہ بات ابھی نہیں

سکتی تھی۔ کہ احمدی جماعت کے نمائندے جس مجلس میں شریک ہوں۔ اس میں وہ بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اور احمدیت سے دشمنی اور عداوت ان کے دل میں اسقدر گھر کر چکی تھی۔ کہ مسلمانوں کے متفقہ اور متحدہ اغراض اور مقاصد کے متعلق بھی جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ ملکر کام کرنا اسلام کے خلاف بتاتے تھے لیکن زمانہ سب سے بڑا استاد ہے۔ مسلمانوں کی تخریب کے متعلق برادرانِ وطن کی متحدہ اور متفقہ کوششیں جب رنگ لانے لگیں۔ اور اس کا نمایاں ظہور کلکتہ کے فسادات میں ہوا۔ جہاں مسلمانوں کو نہ صرف جانی اور مالی بے حد نقصان اٹھانا پڑا۔ بلکہ متعدد مساجد کی بھی سخت بے حرمتی ہوئی۔ تو مرکزی خلافت کمیٹی کو مسلمانوں کی تنظیم اور اتحاد کا خیال پیدا ہوا۔ اور اس کے لئے ایک خاص اجلاس دہلی میں منعقد کیا گیا۔ جس میں احمدی علماء کی شمولیت کے لئے مولانا محمد علی صاحب نے درخواست کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے منظور فرماتے ہوئے اپنے نمائندوں کو مناسب ہدایات دیکر روانہ فرمایا۔

اس جلسہ میں جو کارروائی ہوئی۔ اور جمعیۃ العلماء کے بڑے بڑے ذمہ وار کارکنوں کی موجودگی بلکہ تائید سے ہوئی۔ اس کا سب سے نمایاں پہلو یہی ہے۔ کہ تمام اسلامی فرقوں کے اتحاد اور اتفاق پر زور دیا گیا۔ اور اس طرح اس تجویز کی اہمیت اور ضرورت کا نہایت صفائی کے ساتھ اعتراف کر لیا گیا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تھوڑا ہی عرصہ قبل امرتسر کی "آل مسلم پارٹیز کانفرنس" میں پیش فرمائی تھی۔ اگلے پرچہ میں ہم اس کے متعلق مفصل لکھیں گے ۔

فرض شناسی اور کام میں انہماک

ولایت کے ایک تازہ تار میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر اے میجے۔ کک۔ جو کان کنوں کی فیڈریشن کے سکرٹری ہیں۔ بے ہوش ہو گئے۔ جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ گذشتہ ایام میں کثرت کار کی وجہ سے انہیں آرام کا ذرا موقعہ نہیں ملا۔ ان کے بے ہوش ہونے کا ایک ہفتہ میں یہ تیسرا واقعہ ہے۔

یہ فرض شناسی اور اپنے کام میں انہماک کی بہت اعلیٰ اور قابل تعریف مثال ہے۔ اور اس قسم کی مثالیں یورپین لوگوں میں کثرت سے مل سکتی ہیں۔ مگر افسوس کہ عام مسلمانوں میں اس قسم کے فرض شناس لوگ کہیں نظر نہیں آتے۔ ان کے بڑے بڑے کارکن اور لیڈر بھی سب سے مقدم اپنا آرام اور آسایش رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کا کوئی کام کامیابی کا منہ نہیں دیکھتا۔ اور ان میں قربانی اور ایثار کی ایسی مثالیں نہیں مل سکتیں جو ترقی کرنے والی قوموں کے لئے ضروری ہیں۔

مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر ہم خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں۔ جس نے اپنے فضل اور رحم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر ہم میں قربانی اور ایثار اور فرض شناسی اور جان سپاری کی بے نظیر مثالیں پیدا کر دی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات کو علیحدہ رکھ کر کیونکہ ہمارے نزدیک حضور خدا تعالیٰ کی خاص نصرت اور تائید کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اور ممکن ہی نہیں۔ کہ کوئی اور انسان فرائض اور مہمات دینیہ کے اس بارگراں کو اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو۔ جو حضور اٹھائے ہوئے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہماری جماعت میں ایسے ایسے اصحاب موجود ہیں۔ جنھوں نے اپنے مفوضہ کام کی سرانجام دہی میں نہ کبھی اپنی صحت کی پرواہ کی۔ نہ کبھی تکلیف سے ڈرے۔ اور نہ کبھی آرام و آسایش کے طالب ہوئے جس کا ایک عام ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ نوجوان ہوتے ہوئے بوڑھے نظر آتے ہیں۔ وہ بیماریوں میں گھرے ہوئے اور صحت کے خراب ہوتے ہوئے اپنے فرائض کی ادائگی میں منہمک رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ہماری نسلوں میں ان سے بڑھکر ایثار اور قربانی کے نمونے پیدا کرے۔

کاش! مسلمان ہماری جماعت کے لوگوں کے اسی جذبۂ ایثار و قربانی کو دیکھ کر یہ قابل فخر صفت پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں داخل ہو جائیں۔

مساجد کے متعلق سکھوں کا افسوسناک رویہ

چند دن ہوئے۔ ہم نے معاصر "شیر پنجاب" کو ان تازہ واقعات کی طرف توجہ دلائی تھی۔ جو بعض مقامات میں مساجد کے جبراً انہدام کے متعلق سکھوں سے سرزد ہوئے ہیں۔ اور دریافت کیا تھا کہ کیا اسی سلوک کی بنا پر "شیر پنجاب" "مسلمانوں پر سکھوں کے احسانات" گنتا ہے۔ اس کے متعلق معاصر مذکور اپنے ۲۳ مئی کے پرچہ میں لکھتا ہے :-

"ایک اسلامی ہمعصر نے ہماری توجہ ان مسجدوں کی طرف دلائی ہے۔ جن کے انہدام کا کچھ سکھوں پر حال ہی میں الزام لگایا گیا ہے۔ ہم ان خاص واقعات کے متعلق جن کی تحقیقات عدالتوں میں ہو رہی ہے۔ کوئی رائے زنی کرنا نہیں چاہتے لیکن اصول کے طور پر کہتے ہیں۔ کہ جو شخص سکھ ہو کر اپنے کسی ہموطن کی عبادت گاہ گراتا ہے۔ یا کسی کو اپنے طریقہ پر عبادت کرنے سے باز رکھنے کی بجبر کوشش کرتا ہے وہ اپنے مذہب پر ظلم کرتا ہے۔ اور اپنی قوم کو بدنام کرتا ہے جہاں مسلمان کمزور اور غریب ہوں۔ اگر سکھ اپنے خرچ سے انہیں ان کی درخواست پر مسجدیں بنوا دیں۔ تو یہ ہماری روایات کے عین مطابق بات ہوگی۔ سکھوں کو اپنے ان بھائیوں کا خیال رکھتے ہوئے جو عموماً ہر جگہ ہندو مسلمانوں کی نسبت کم تعداد میں آباد ہیں۔ کسی کمزور یا قلیل التعداد فرقہ پر جبر نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ حتی المقدور ان کی امداد کرنی چاہیئے۔"

اگر یہی سپرٹ تمام سکھوں میں پائی جائے۔ تو آج سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات نہایت عمدہ اور بہترین ہو سکتے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ زبانی جمع خرچ کے سوا ذمہ وار سکھ اصحاب کچھ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آئے دن مساجد کے متعلق سکھوں کے نہایت افسوسناک افعال کا پتہ ملتا رہتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جہاں جہاں ابھی تک سکھوں نے مسلمانوں کو مساجد بنانے یا اذان کہنے سے روکا ہوا ہے۔ وہاں سرکردہ سکھ اصحاب جاکر انہیں سمجھائیں۔ اور مذہبی رواداری سے کام لینا سکھائیں ۔

مسلمانوں سے ہندوؤں کو نفرت

جب مسلمانوں کو ان کی مالی اور اقتصادی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ اور اس کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ لین دین اور خرید و فروخت آپس میں کریں۔ اور خاصکر خوردنوش کی اشیاء کسی غیر مسلم سے قطعاً نہ خریدیں۔ تو ہندو شور برپا کر دیتے ہیں۔ کہ یہ ہندو مسلمانوں میں نفرت پھیلائی جاتی ہے لیکن خود ہندو جس نظر سے مسلمانوں کو دیکھتے ہیں۔ وہ پنڈت مالویہ کے سے مسلمہ ہندو لیڈر کے حسب ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔ جو انہوں نے بھرے جلسے میں کہے۔ اور جن کی تائید حاضرین نے پُرزور تالیوں سے کی۔ انہوں نے کہا :-

"اگر میں کہیں بدیش میں ہوں۔ اور مجھکو تکلیف ہو۔ اور وہاں بجز انگریز یا مسلمان اور کوئی نہ ہو تو میں ہندو چمار سے کہوں گا کہ بھائی رام رام کہہ کے میرے منہ میں تھوڑا سا گنگا جل ڈال دے۔" (تیج ۲۰ مارچ)

جب ہندو اصحاب مسلمانوں کو چماروں جیسی غلیظ اور ناپاک قوم سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ تو پھر تُف ہے ایسے مسلمانوں پر جو ہندوؤں کے گندے ہاتھوں کی بنائی ہوئی اشیاء استعمال کریں۔ اور ان سے کسی قسم کا احتراز نہ کریں ۔

چھاؤنیوں میں رہنے والے احمدی

چھاؤنی لاہور میں حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

پچھلے دنوں جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ گلے کے علاج کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ تو احمدی احباب چھاؤنی لاہور کی مخلصانہ درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ان کی دعوۃ چاء منظور فرمائی۔ دعوت کے بعد ڈاکٹر محمد رمضان صاحب نے حضور کی اس شفقت اور نوازش کا شکریہ ادا کیا۔ جو حضور نے تشریف آوری کے رنگ میں فرمائی۔ اور ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے نظم میں اپنے مخلصانہ جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

(ایڈیٹر)

گو میرا ارادہ تو نہ تھا۔ کہ اس موقعہ پر تقریر کے رنگ میں کوئی بات کہوں۔ لیکن چونکہ دوستوں نے میری یہاں آمد کے متعلق اپنے خیالات ایسے رنگ میں ظاہر فرمائے ہیں۔ کہ میں سمجھتا ہوں۔ میرا بھی حق ہے۔ کہ میں بھی کچھ کہوں۔ اس لئے سب سے پہلے تو میں اس

اخلاص اور محبت

پر جو یہاں کے احباب نے ظاہر کی جزاکم اللہ کہتا ہوں اور اس کے بعد اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ایڈریس یا نظمیں یا تقریریں عنوان ہوتی ہیں۔

قلبی کیفیات

کی۔ گویا یہ ایک نشان ہیں۔ جن کے ذریعہ انسان کے ان جذبات کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ جو اس کے دل کے مخفی گوشوں میں چھپے ہوتے ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ زبان سے محروم ہوتے ہیں۔ کہ پوری کیفیت بیان کر سکیں اس لئے ہمیشہ انسان کو ان جذبات کے بیان کرتے ہوئے اپنی زبان پر ایسے رنگ میں قابو رکھنا چاہیئے۔ کہ جو کچھ وہ بیان کرنا چاہتا ہے۔ وہ

اندرونی جذبات

کے خلاف نہ ہو۔ گویا زبان قلب پر شاہد ہوتی ہے۔ اور شاہد کے لئے شریعت اسلامیہ نے تاکید کی ہے۔ کہ وہ سچائی کے سوا کچھ نہ کہے۔ پس جس طرح یہ منع ہے۔ کہ زید بکر کے خلاف کوئی غلط بات نہ کہے۔ یا ایک بھائی دوسرے بھائی کے متعلق ایسا قول یا فعل منسوب نہ کرے۔ جو اس نے نہ کہا ہو اسی طرح یہ بھی ضروری ہے۔ کہ انسان کی زبان ایسے جذبات اور احساسات کا اظہار نہ کرے۔ جو اس کے دل میں نہ پائے جاتے ہوں۔ پس ہمارے دوستوں کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کہ نہ صرف ان کی زبان جو کچھ کہے وہ ان کے

قلب کی صحیح صحیح ترجمانی

کرتی ہو۔ بلکہ ان کے قلبی جذبات زبان کی باتوں کی نسبت بہت زیادہ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نیت المؤمن خیر من عملہ مومن کی نیت اس کے عمل سے اچھی ہوتی ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ مومن ارادے ہی کرتا رہتا ہے اور کوئی کام نہیں کرتا۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ مومن کام کرنے کے لئے ساری کوشش کر کے بھی جتنا کام کرتا ہے اس کے دل میں اس سے زیادہ کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ اس سے بھی زیادہ کام کرے۔ اس ایک ہی فقرہ کے دونوں مطلب نکل سکتے ہیں۔ ایک مطلب تو ایسا ہے۔ جو مومن کو منافق بنا دیتا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ کہتا تو بہت کچھ ہے۔ بڑے بڑے دعوے کرتا ہے۔ مگر عمل کے وقت کچھ نہیں کرتا۔ اور ایک مطلب ایسا ہے جو

مومن کی اعلیٰ شان

ظاہر کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مومن سارا زور اور پوری سعی کر کے اعمال کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کی نیت میں یہی ہوتا ہے کہ کاش میں اس سے زیادہ کرتا۔ اس طرح اس کی نیت یعنی ارادہ ہر وقت اس کے عمل سے بڑھا رہتا ہے۔ اگر دین کے لئے کوئی کام کرتا ہے تو اسے یہ خیال نہیں آتا کہ میں نے بہت وقت دیدیا بلکہ یہ چاہتا کہ اس سے بھی زیادہ وقت دین کی خدمت میں صرف کرتا۔ تو اچھا ہوتا۔ اگر وہ دین کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ تو یہ نہیں کہتا۔ کہ میں نے بہت زیادہ خرچ کر دیا ہے۔ بلکہ یہ کہتا ہے۔ کاش میرے پاس زیادہ مال ہوتا۔ تو میں اس سے بھی زیادہ خرچ کرتا۔ اسی طرح اگر وہ اپنے ہاتھوں کو خدا کے رستہ میں لگاتا ہے۔ یا پاؤں کو دین کی خدمت میں لگاتا ہے۔ تو یہ نہیں کہتا کہ میں نے بہت مشقت اور تکلیف اٹھائی۔ بلکہ یہ کہتا ہے۔ کاش میں اس سے بھی زیادہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو خدا کے دین کی خدمت میں لگا سکتا اس طرح اس کے جذبات اس کے افعال سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

پس مومن کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ اس کے دل میں ایسا جذبہ ہو۔ اور وہ اپنے

اعمال کا اپنے ارادہ سے موازنہ

کرتا رہے۔

اس وقت مجھے یاد نہیں۔ کہ ایک دفعہ بچپن کے زمانہ میں جب میں لاہور چھاؤنی دیکھنے کے لئے آیا۔ تو وہ کونسی بہت تھی۔ جو دیکھی تھی۔ مگر اتنا یاد ہے۔ کہ چھاؤنی دیکھنے آیا تھا۔ اس وقت بھی یہاں کی جماعت بہت چھوٹی تھی۔ اور اب جبکہ میں آیا ہوں۔ اب بھی قلیل ہی ہے۔ اگر یہاں رہنے والے احمدی ایسے ہی جذبات اور احساسات کے ماتحت کام کرتے جو ہر احمدی کے دل میں

احمدیت کی اشاعت

کے متعلق ہونے چاہئیں تو آج یہاں کی جماعت بہت بڑی جماعت ہوتی۔ یہاں کی جماعت کے مدت سے قلیل چلے آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ پاس ہی لاہور کی جماعت مضبوط ہے۔ جس کے سائے میں بیٹھکر یہاں کے احمدی سمجھتے ہیں۔ ہمیں جماعت بڑھانے کے لئے کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ہم کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ ہم تھوڑے ہیں۔

دراصل ہمت اور حوصلہ کی بات ہوتی ہے۔ کئی مقامات کے اصحاب آتے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت بہت مضبوط ہو گئی ہے۔ ہمیں اب کسی کی پروا نہیں رہی۔ جب پوچھا جاتا ہے۔ آپ کی جماعت کتنی ہے۔ تو کہتے ہیں۔ اب دس آدمی ہو گئے ہیں۔ وہ چونکہ اتنی تعداد کو بھی بڑا سمجھتے ہیں۔ اس لئے ایسی حالت میں بھی بڑا کام کرنے کا عزم رکھتے اور پھر کام کرتے بھی ہیں۔ لیکن یہاں کی جماعت چونکہ لاہور کی جماعت کے سائے کے نیچے رہنے کی وجہ سے اپنے آپ کو بہت کمزور سمجھتی ہے۔ اس لئے تبلیغ میں بھی ترقی نہیں کرتی

پچھلے دو سال

کے عرصہ میں مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی۔ کہ یہاں کے احمدیوں میں بھی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اور وہ کام کرنے لگے ہیں۔ جس کے نتائج بھی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ مجھے یہاں بلانا بھی ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہاں کے احباب اپنی جماعت کے وجود کو علیحدہ طور پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہیں کے ایک صاحب نے ان دنوں بیعت بھی کی ہے۔ یہ بھی تبلیغ کی طرف توجہ کرنے کا نتیجہ ہے تو بیداری کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ مگر یہاں رہنے والے اصحاب کو پچھلی کمی بھی پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ گو پچھلے لوگ یہاں موجود نہ ہوں۔ مگر ان کی ذمہ واریاں انہی پر عائد ہونگی جو ان کے قائم مقام ہونگے۔ دیکھو کوئی بیٹا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے باپ نے جو قرض اٹھایا تھا۔ وہ میں ادا نہیں کرونگا کیونکہ جو کسی کا جانشین بنتا ہے۔ اس پر اس کی ذمہ واریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ پس یہاں کی موجودہ جماعت نہ صرف آئندہ تبلیغ کے کام میں حصہ لے۔ بلکہ اس میں جو پہلے کمی رہ گئی ہے اسے بھی پورا کرے۔

میں سمجھتا ہوں

فوجی علاقوں میں ایک خاص خصوصیت

ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ وہاں رہنے والے لوگوں میں قربانی

کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ یا تو خود ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ یا ایسے لوگوں میں رہتے ہیں۔ جن کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ملک اور قوم کی عزت کی خاطر جان دینے سے دریغ نہ کریں۔ ایسے لوگوں میں رہتے ہوئے یا خود ایسے لوگ ہوتے ہوئے ہماری جماعت کے لوگوں کی ذمہ داریاں اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ کیونکہ اگر چند روپے لیکر لوگ اپنی جان دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ تو اس سے یہ سبق ضرور ملتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے لئے

مومن کو کیا کچھ کرنا چاہیئے

اگر کوئی ۱۵-۲۰ روپے ماہوار تنخواہ لے کر جان دینے کا اقرار کرتا ہے۔ تو ہم جنہوں نے خدا تعالےٰ کے لئے بیعت کی ہوئی ہے۔ یعنی خدا کے لئے اپنی جانوں کو بیچا ہوا ہے۔ ہم پر کتنی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

فوجی فضا میں

اس نمونہ کے ہوتے ہوئے جو فوج کا ہر ملازم پیش کر رہا ہوتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کسی اور واعظ کی بھی ضرورت رہ جاتی ہے۔ بعض بزرگ ایسی جگہوں میں اپنی رہائش کے لئے مکان بنواتے رہے ہیں۔ جہاں سے قبروں پر نظر پڑتی رہے۔ کیونکہ وہ کہتے سب سے اچھا واعظ انسان کے لئے قبرستان ہے۔ کیونکہ انسان اس کو دیکھکر معلوم کر سکتا ہے۔ کہ اسے آخر کہاں جانا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ قبرستان اتنا بڑا واعظ نہیں جتنا چھاؤنیوں کا احاطہ ہوتا ہے۔ کیونکہ قبرستان مردہ واعظ ہے۔ اور چھاؤنیوں کا علاقہ زندہ۔ اس وجہ سے میرے نزدیک چھاؤنیوں میں رہنے والے لوگ قبروں سے زیادہ آنکھیں کھولنے والے ہیں۔ کیونکہ قبروں میں تو وہ لوگ بھی دفن ہوتے ہیں۔ جو خود مرے اور وہ بھی خود نہ مرنا چاہتے تھے۔ مگر فوج میں سب کے سب وہی لوگ آتے ہیں۔ جو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اپنی مرضی اور خواہش سے آتے ہیں اور وہ اپنی خوشی سے چند روپوں کے بدلے جان قربان کرنے کے لئے فوج میں داخل ہوتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مومن کو جو انعام ملتا ہے اس کا کوئی عقل بھی اندازہ نہیں کر سکتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مومن کو اگلے جہاں میں جو کچھ ملتا ہے۔ اسے کوئی دماغ سوچ نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ غیر محدود ہے۔ پس جب مومن کو اس قدر انعام کا وعدہ اور بشارت ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ

مومن کے فرائض

بھی ایک فوجی کی نسبت بہت زیادہ ہوں۔ اور فوجی آدمی ان کے لئے واعظ کا کام دے

ہمارے جو احباب یہاں رہتے ہیں۔ ان کے چاروں طرف ایسے لوگ ہیں۔ جو چند روپوؤں کے بدلے جان تک دے دینے کا اقرار کئے ہوئے ہیں۔ ان سے احمدی احمدی کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ انہیں خدا کے لئے کس قدر قربانی کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے واعظ کے ہوتے ہوئے ان کو نہ میرے وعظ کی ضرورت ہے۔ اور نہ کسی اور کی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ دوست اپنے اخلاص اور تقوی میں کمال پیدا کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور ان کا اخلاص ہمیشہ ایسے رنگ میں ظاہر ہوگا۔ کہ ان کی زندگیاں ان سپاہیوں سے زیادہ شاندار ہوں۔ جو چند روپوؤں کے لئے ان حکومتوں کی خاطر جان دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ جن سے ان کو نہ مذہب کا تعلق ہوتا ہے۔ اور نہ قومیت کا۔ جب سپاہیوں کی یہ حالت ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایک مومن جسے اس زندگی میں ہی خدا تعالےٰ سے تعلق نہیں۔ بلکہ مرنے کے بعد بھی اسی سے تعلق رہے گا۔ جس سے نہ پیدائش سے پہلے تعلق قطع ہوا۔ نہ اس زندگی میں قطع ہوگا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس کے ساتھ وفاداری کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے اعمال نہ ہوں۔ میں

دعا

کرتا ہوں۔ کہ یہاں بھی مضبوط جماعت قائم ہو۔ چونکہ یہ سنت ہے کہ دعوت کے بعد دعوت کھلانے والوں کے لئے دعا کیجائے اس لئے بھی میں دعا کروں گا اور دوسرے دوست بھی کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ یہاں کی جماعت پر اپنا فضل نازل کرے۔ برکت اور قوت دے ٭

غیر مسلم کو قرآن کریم پڑھانا

سوال۔ ہندو یا عیسائی یا احمدی کو قرآن مجید بے ترجمہ یا با ترجمہ پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ یہاں قصبہ کنجاہ میں ایک مولوی ... نام حنفی المذہب ہیں انہوں نے تحریری فتوی دیا ہے کہ نا جائز ہے

جواب۔ چونکہ قرآن کریم "ذکر للعالمین" ہے۔ اس لئے ہر شخص کو پڑھانا جائز بلکہ ضروری ہے۔ اور ایک مسلم کا یہ اولین فرض ہے۔ کہ وہ اپنے خدا کے کلام اور احکام کو اپنے بنی نوع بھائیوں تک پہنچائے۔ تاکہ وہ بھی اس نور سے منور ہوں۔ بھلا اگر آنحضرت صلعم غیر مسلموں کو قرآن کریم نہ سناتے اور نہ پڑھاتے۔ تو وہ کیونکر اسلام کی حلقہ بگوشی میں آتے اور اسلام کس طرح اکناف عالم میں پھیلتا اسی طرح اگر آج قرآن کریم کی اشاعت نہ کی جائے۔ تو اس کا اثر لوگوں کے قلوب پر کیونکر ہوگا۔ پس با ترجمہ قرآن مجید پڑھانا نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ ضروری ہے نا جائز قرار دینے والے صاحب کی سخت غلطی ہے ٭

(خاکسار حافظ روشن علی مفتی جماعت احمدیہ)

مرض طاعون کا علاج اور حفظ ماتقدم

ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج نور ہاسپٹل قادیان نے بہت سی کتب کے مطالعہ اور اپنے تجربہ کے بنا پر طاعون کے حفظ ماتقدم اور علاج کے متعلق کچھ ہدایات لکھی ہیں۔ جو بغرض رفاہ عام شائع کی جاتی ہیں۔ امید ہے۔ احباب ان پر عملدرآمد کرکے فائدہ اٹھائیں گے۔ مگر سب سے زیادہ وبائی ایام میں۔ کثرت استغفار اور خداوند تعالےٰ کے حضور دعائیں کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے احباب ظاہری اسباب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خداوند تعالےٰ کے حضور توبہ و استغفار بھی کثرت سے کرتے رہیں۔ والسلام

(محمد صادق عفا اللہ عنہ ناظر امور عامہ)

طاعون یہ ایک تیز بخار والی متعدی بیماری ہے جس میں عموماً ران۔ بغل یا کان کے غدودوں میں ورم ہو جاتا ہے۔ جو گلٹی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ اور مریض کو بہت ضعف ہو جاتا ہے۔ بعض حالتوں میں نمونیا کی طرح کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور بعض دفعہ صرف خون کے زہر کی علامات ہوتی ہیں اور مریض بغیر گلٹی وغیرہ نکلنے کے ہی مر جاتا ہے ٭

باعث اس کا باعث ایک خاص قسم کا نہایت باریک کیڑا ہے۔ جس کو بیسی لس پسٹس کہتے ہیں۔ جو انسان کے جسم میں پہلے تھوڑی تعداد میں داخل ہوتے ہیں۔ اور پھر تعداد میں اتنے بڑھ جاتے ہیں۔ کہ جس سے بیماری کے علامات پیدا ہو جائیں۔ اس کیڑے کی لمبائی ایک انچ کا آٹھ ہزارواں حصہ اور موٹائی اس سے نصف ہوتی ہے۔ یہ کیڑا مصنوعی غذا پر پرورش کیا جا سکتا ہے۔ معمولی آب و ہوا میں زندہ رہ سکتا ہے۔ ۶۲ سے ۶۵ درجے کی حرارت لگنے سے یہ مر جاتا ہے پر کو ور انڈ کو مرکری کے ایک ہزار میں ایک طاقت کے لوشن اور چونے کے ایک سو میں ایک طاقت کے لوشن میں فوراً مر جاتا ہے۔ بیسی لس پسٹس دو راستوں سے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ (۱) جلد کے راستہ سے یعنی چوہے کا پسو طاعون سے بیمار چوہے کا خون چوس کر اور طاعون کے کیڑے کو اپنے اندر لیکر انسان کے ننگے جسم پر کاٹتا ہے۔ اور کیڑے کو اندر داخل کر دیتا ہے۔ دوم۔ سانس کے راستے سے یعنی نمونیک پلیگ کے بیمار کے سانس کی ہوا کے ذریعہ تندرست انسان کے ٹانسلز اور پھیپھڑے کے راستے خون میں داخل ہو جاتا ہے۔ مندرجہ بالا تحقیقات کے جاننے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ گو اس مرض کا اصل باعث تو بیسی لس پسٹس ہے۔ مگر چونکہ یہ

بیسی لس پسٹس عموماً چوہے کے خون سے ملتا ہے۔ اس لئے سب سے بڑا باعث اس مرض کا چوہا ہے۔ جہاں کہیں بھی طاعون پھیلی ہے۔ وہاں ہمیشہ دس بارہ روز پہلے چوہے مرے ہوئے پائے گئے ہیں۔ جو چوہا اس مرض کا اکثر شکار ہوتا ہے۔ وہ وہی ہوتا ہے جو عموماً گھروں میں رہتا ہے۔ اور خصوصاً اناج کے ذخیرہ کے اردگرد ہوتا ہے۔ یہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ دم جسم سے لمبی اور مکان عام چوہوں سے بڑے ہوتے ہیں۔ اس قسم کے چوہوں کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ جب ان میں سے ایک دو چوہے بیمار ہوں۔ تو تندرست چوہے ان کو چھوڑ کر دور چلے جاتے ہیں۔ اور اس طرح دو کام کرتے ہیں۔ ایک بیماری پیدا کرنے کا۔ اور دوسرا بیماری پھیلانا۔ چونکہ بیمار چوہوں کے مرنے کے بعد ان پر رہنے والے پسّو ان کے نہ حرکت کرنے والے خون کو چوسنا بند کر دیتے ہیں۔ اور پھر پیٹ بھرنے کے لئے انسان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس لئے بند اندھیری کوٹھڑیوں میں ننگے پاؤں پھرنے والے بدقسمت انسان کو کاٹتو اور اس سے نفع اٹھا کر اسے ہلاک کرنیوالا زہر دے دیتے ہیں جو چوہے بھاگ جاتے ہیں۔ کچھ نہ کچھ پسّو بیمار چوہے پر سے ان کے جسم پر بھی ساتھ چلے جاتے ہیں۔ اور ان کو کاٹ کر طاعون پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور بیماری پھیلتی جاتی ہے ؛

دوسرا باعث چوہے کا پسّو ہے۔ جس کے فعل کا کچھ ذکر اُوپر کیا گیا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا کیڑا ہے۔ جو کہ معتدل گرم اور نمدار ہوا میں بکثرت ہوتا ہے۔ اور چوہے کے جسم پر آٹھ یا دس کی تعداد میں ہوتا ہے۔ اکثر چوہوں کے بلوں میں موجود ہوتا ہے۔ جب ایک چوہا مر جاتا ہے۔ اور اس کا جسم سرد پڑ جاتا ہے۔ تو یہ مردہ چوہے کو چھوڑ کر دوسرے چوہے کو چمٹ جاتا ہے۔ اگر چوہے نہ ملیں۔ تو عموماً دس روز تک بغیر خوراک کے زندہ رہ سکتا ہے۔ اگر گرمی زیادہ نہ ہو۔ تو دو۲ مہینے تک بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ چوہے کی طرح یہ بھی روشنی کو پسند نہیں کرتا۔ سورج کی تیز روشنی اور گرمی میں بے ہوش ہو کر چند گھنٹوں میں مرجاتا ہے۔ چند اِنچ سے اونچی چھلانگ نہیں لگا سکتا۔

علاج

(۱) مریض کو اچھے صاف کمرے میں رکھا جائے کھُلے میدان میں چھپّر کے نیچے لے جانا چاہیئے۔ اور اگر کچھ بھی نہ ہو سکے۔ تو مکان کی چھت پر دو چار پائیاں کھڑی کر کے ایک عارضی خیمہ بنا لیا جائے۔ اور اس میں مریض کو رکھا جائے (۲) جس دن بیماری کا پتہ لگے۔ پانچ گرین کیلومل فوراً کھلا دیا جائے۔ اور چند گھنٹے کے بعد ایک اونس میگنیشیا پھر پانچ گرین کونین کا مکسچر چھ چھ گھنٹے کے بعد دن میں ۳ بار کھلایا جائے۔ اور اس کو تین دن تک جاری رکھا جائے مریض کے ضعف میں لائکوار ایڈری نیلین ہائڈرو کلوراِئڈ دس بوند پانی ایک اونس۔ ایسی ایک خوراک چھ چھ گھنٹے کے بعد کھلائی جائے۔ اسکے علاوہ لائیکوسر ڈکنیین چار بوند۔ پانی ایک اونس یہ بھی چھ چھ گھنٹے کے بعد پلائی جائے۔ بعض ڈاکٹروں کے نزدیک پھولنے والے غدودوں کا اگر وہ ایک یا دو ہوں تو بالکل نکال دینا بڑا کامیاب علاج ہے۔ بعض کے نزدیک شگاف دیکر ٹنکچر آف آیوڈین بھرنا علاج ہے۔ الغرض مختلف علاج ہیں۔ جو کہ ڈاکٹروں کی امداد کے ساتھ ہو سکتے ہیں غذا کے طور پر دو دو گھنٹے بعد تھوڑا تھوڑا دودھ دیا جائے۔ درد۔ کو لیپس اور تپ شائی پر پائرکسیا کے لئے

ٹنکچر اوپی ام -	پانچ بوند
سپرٹ ایتھرس نائٹر سائی -	بیس بوند
سپرٹ امونیا۔ ایرومیٹیکس	بیس بوند
ٹنکچر سٹوفنتھس	تین بوند
(ایکوا) پانی	ایک اونس

ایسی خوراک دن میں تین بار پلائی جائے۔ مگر اس کے دیتے ہوئے کونین والی دوائی بند کی جائے۔

مریض کے تیمار داروں کے لئے احتیاطیں

اوّل۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے جب کوئی شخص بیمار ہو۔ تو اسکو علیحدہ عمدہ ہوادار کمرہ میں لے جایا جائے۔ جو کہ مریض کی صحت کے لئے مفید ہو گا۔ اور ساتھ ہی تیمارداروں کے لئے مفید ہو گا۔ کیونکہ وہ کمرہ وہ جگہ نہ ہو گی۔ جہاں مریض پہلے رہتا ہؤا بیماری کی زد میں آ گیا تھا۔ اس لئے تیمارداروں کے لئے ضروری ہے کہ جس بیمار کی تیمارداری ان کے ذمہ لگی ہو۔ اسے کھلی ہوادار کمرے میں رکھ کر تیمارداری کریں۔

دوم۔ تیمارداری کے لئے وہ لوگ ہونے چاہئیں۔ جن کی صحت اچھی ہو۔

تیسرے تیمارداروں کو چاہیئے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو سکے بیمار کے سانس کی ہوا سے اپنے ناک اور منہ کو بچائیں۔ اور چاہیئے کہ یوکلپٹس آئیل میں بھگوئی ہوئی پٹی ناک کے سامنے لٹکا لیں۔ خصوصاً اس وقت جبکہ مریض کے بالکل قریب جانا ہو۔

چوتھے پاؤں میں ہر وقت جرابیں رکھیں۔ ہو سکے تو ہاتھ میں دستانے بھی ؛

پانچویں۔ مریض کے بلغم اور تھوک کو اپنے رومال وغیرہ یا ہاتھوں کے ذریعہ اپنے منہ یا ناک کو نہ لگنے دیں۔

حفظ ماتقدم

اول کسی قصبہ یا شہر میں طاعون زدہ علاقے کے آدمیوں کو بغیر قرنطین میں دس دن رکھنے کے نہ آنے دیا جائے۔

دوم۔ ان ایام میں جبکہ طاعون نہ ہو۔ چوہوں کو تلف کرنے کی تدابیر پر عمل کرتے رہنا چاہیئے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں

اوّل۔ چوہوں کو زہر کی گولیاں رکھ کر تلف کیا جائے۔ یہ گولیاں محکمہ حفظان صحت سے مل سکتی ہیں ؛

دوم۔ چوہوں کو فاقہ رکھ کر ہلاک کیا جائے۔ یعنی خورد و نوش کی چیزوں کو بند برتنوں میں حفاظت کے ساتھ رکھا جائے۔ ایسی ہی غلے کی حفاظت کی جائے ؛

تیسرے پنجرے رکھ کر چوہوں کو مارا جائے (پنجرے میں پکڑے ہوئے چوہوں کو پہلے پانی میں ڈبو کر مار دیا جائے۔ پھر مٹی کا تیل اسپر ڈالکر آگ لگا دی جائے)

چوتھے۔ گھروں میں بلی رکھنا بھی مفید ہو سکتا ہے ؛

انسداد طاعون

جب کسی قصبے میں بیماری پیدا ہو جائے تو ان تدابیر پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۱) جب کہ پہلا یا دوسرا کیس ہؤا ہو۔ اسی وقت روکنے کے لئے سب سے اچھا علاج یہ ہے۔ کہ اس قصبے کو خالی کر دیا جائے اور باہر میدان میں ایک مہینے کے لئے عارضی رہائش اختیار کر لی جائے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو۔

(۲) جس مقام میں پہلا یا دوسرا کیس ہوا ہو۔ اس کو فوراً خالی کر دیا جائے۔ اور خوب ڈس انفیکٹ کرا دیا جائے۔

(۳) تمام قصبے میں عام صفائی کرائی جائے۔

(۴) تمام مکانوں کو ڈس انفیکٹ کرایا جائے۔ اور بعد میں خوب صاف کرایا جائے۔ چوہوں کے بلوں کو سخت اینٹیں ڈالکر بند کر دیا جائے۔

(نوٹ) مکانوں کو ڈس انفیکٹ کرنے کی ترکیبیں آگے بیان کیجاتی ہیں

(۵) مکان کے ایسے حصہ میں جہاں اناج کا ذخیرہ ہو۔ بغیر خاص احتیاط کے ہرگز داخل نہ ہونا چاہیئے۔ اور اگر مجبوراً اناج وغیرہ اٹھانے کے لئے جانا پڑے۔ تو بغیر جراب پہننے کے نہیں جانا چاہیئے۔ ہو سکے تو ہاتھوں میں دستانے پہن لئے جائیں۔ یا معمولی کپڑا ہی لپیٹ لیا جائے۔ اس کمرے کے اندر بیٹھ کر کچھ کام نہ کیا جائے۔ اناج کی بوری کو نکالکر فوراً علیحدہ جگہ میں یا میدان کی دھوپ میں پھیلا دیا جائے جب پانچ یا چھ گھنٹے دھوپ لگ چکے۔ تو اناج کو اٹھایا جائے یاد رکھو اور خوب یاد رکھو۔ طاعون کی وبا کے دنوں میں مکانوں کے وہ کمرے جنمیں اناج کا ذخیرہ رکھا ہو۔ اور اندھیری کوٹھڑیاں ہرگز ہرگز خطرے سے خالی نہیں ہیں۔ ان میں ہرگز داخل نہیں ہونا چاہیئے۔ سوائے اسکے کہ دھوپ کی انگیٹھی رکھی ہو۔ یا چوہوں کے مارنے کی گولیاں یا پنجرے۔ سے کے اناج کا کام کرنیوالو خوب یاد رکھو۔ کہ اناج کے ذخیرے

چوہوں کا بڑا تعلق ہے جو کہ طاعون کے کیڑوں کا ذخیرہ یا منبع ہیں۔

(۶) بستروں اور چارپائیوں کو روزانہ دھوپ میں ڈالا جائے۔

(۷) چوہوں کو جلد سے جلد تباہ کیا جائے۔ خصوصاً خورونوش کی چیزوں کی حفاظت کر کے یا پنجروں میں پکڑ کر۔

(۸) جس مکان میں چوہا مرا ہوا ملے۔ پہلے اس پر مٹی کا تیل ڈالکر آگ لگا دی جائے۔ پھر چمٹے سے پکڑ کر باہر زمین میں دبا دیا جائے۔ اسکو ہاتھ سے ہرگز نہ چھوا جائے۔ ایسے مکان کو فوراً خالی کر دیا جائے اور خوب ڈس انفیکٹ کرایا جائے۔

(۹) کونین۔ کافور اور جدوار کی گولیاں۔ ان دنوں استعمال کی جائیں۔ ایک گولی روزانہ صبح کے وقت کھائی جایا کرے۔ ان سب احتیاطوں کے کرنے کے باوجود آخری اور صحیح علاج یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔ اور اپنے اعمال کو درست کر کے کھرے اور صاف بنجائیں۔ حضرت مسیح موعود کی نصائح مندرجہ کشتی نوح پر عمل کیا جائے۔ رب کل شیٔ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی کی دعا عام طور پر پڑھی جایا کرے۔

مکانوں کو ڈس انفیکٹ کرنے کی ترکیبیں

مکانوں کو کئی طور پر ڈس انفیکٹ کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ حرارت سب سے اچھی کرم کش چیز ہے اسلئے اگر کمروں کے اندر تیز آگ جلا کر انکی دیواروں کو گرم کر دیا جائے۔ تو مکان کا ڈس انفیکشن ہو جائیگا۔

(۲) دوسرا طریق مکانوں کا ڈس انفیکشن کرنے کا یہ ہے کہ مکان کے دروازوں اور روشندانوں کو اور ان کے سوراخوں کو اس طور پر بند کیا جائے۔ کہ زیادہ ہوا اندر باہر نہ جا سکے۔ پھر ایک پاؤ گندھک کو کوٹ کر کوئلے کی آگ میں جو کہ ایک ایسے برتن میں رکھی ہوئی ہو۔ جس کے اندر پانی ہو۔ ڈالکر فوراً دروازے کو بند کر دیا جائے۔ اور ۲۴ گھنٹے تک بند رہنے دیا جائے۔ مکان ۲۴ گھنٹے کے بعد قابل استعمال ہو سکتا ہے۔ پہلے ضروری ہے کہ سب دروازے کھولکر ہوا کو نکال دیا جائے۔

تیسرا طریق۔ ڈس انفیکٹ کرنے کا یہ ہے۔ کہ ایک ہزار میں ایک طاقت کے مرکری لوشن سے چھتوں۔ دیواروں اور فرش کو بذریعہ پچکاری دھو دیا جائے ایسے ہی ۲ دس میں ایک طاقت کے فنائل لوشن سے

(۴) مکانوں میں سفیدی کرا دی جائے۔ اور فرش کو اور چھت کو فنائل سے دھویا جائے۔

(۵) گریسول کی دھونی ڈس انفیکشن کا آسان طریقہ ہے۔ ایک چھٹانک گریسول ایک کمرے کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ دھات کی ایک کٹوری میں ڈالکر اپلوں کی آگ پر رکھ دیا جائے۔ دروازے وغیرہ بند کر دیئے جائیں دھوئیں سے مکان ڈس انفیکٹ ہو جائیگا۔ اس سے کپڑوں وغیرہ یا خورونوش کی چیزوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ خاکسار (ڈاکٹر) حشمت اللہ انچارج نور ہاسپٹل قادیان

سوامی دیانند جی کی تاریخی بھول

ہندوستان میں بت پرستی کب شروع ہوئی

ممبران آریہ سماج اپنے منہ سے سوامی دیانند جی مہاراج کو رشی مہرشی۔ مہامنی۔ یوگی مہایوگی مبرا عن الخطار اور رسول پیمبر بے نظیر مفسر اور لاثانی محقق کہیں۔ مگر ان کی اصل حقیقت ان کی تصنیف کردہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتب سے اچھی طرح ظاہر ہے۔ اور ہر ایک وہ شخص جو آریہ سماجیان کے دعاوی کو پرکھنا چاہے۔ وہ سوامی صاحب کی تصانیف ایک نظر سے دیکھ جائے۔ اسے معلوم ہو جائیگا کہ صاحب موصوف کس حد تک رشی مہرشی اور لاثانی محقق کہلانے کے مستحق ہیں۔

اس وقت اتنی گنجائش نہیں کہ ہم بانی آریہ سماج کی محققانہ قابلیت پر بالتفصیل کچھ لکھیں۔ اس لئے فی الحال دیگ درشن ماتر یا بطور نمونہ مشتے از خروارے سوامی جی کی ایک تاریخی بھول کا ذکر کرنا کافی سمجھتے ہیں۔

بت پرستی کے بانی کون تھے

سوامی صاحب لکھتے ہیں:۔

”مورتی پوجا جینیوں سے چلی ہے“۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۹۳)

پھر اسی کتاب کے باب ۱۲ دفعہ ۱۹ صفحہ ۴۹۲ میں لکھا ہے:۔

”مورتی پوجا کا جتنا جھگڑا چلا ہے۔ وہ سب جینیوں کے گھر سے نکلا ہے“۔

مورتی پوجا کب سے چلی

اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

”یہ بت پرستی اڑھائی تین ہزار برس سے پیچھے وام مارگی اور جینیوں سے چلی ہے پہلے آریہ ورت (ہندوستان) میں نہیں تھی“۔ (ستیارتھ اردو باب ۱۱ دفعہ ۶۸ صفحہ ۳۶۶)

اسی طرح اور بھی کئی جگہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں سوامی جی نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ لیکن جہاں تک ہم نے غور کیا ہے۔ سوامی صاحب کا یہ دعویٰ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ہندوستان کا قدیم لٹریچر اس کی پرزور تکذیب کر رہا ہے۔ اگر ہمارے بیان پر کسی سماجی کو یقین نہ آئے۔ تو وہ مندرجہ ذیل حوالجات کا مطالعہ کرے۔ جن کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ جین مذہب کے ظاہر ہونے سے بہت پہلے یہ رسم (بت پرستی) جاری ہو چکی تھی۔

سب سے پہلے ہم ویدک لٹریچر کی ایک مشہور و معروف کتاب ”مہابھاشیہ“ کا ایک مقام نقل کرتے ہیں۔ جس کا مطالعہ بتلائیگا۔ کہ بت پرستی کا رواج اڑھائی تین ہزار سال سے بتلانا قطعی غلط ہے

مہابھاش کے زمانہ تصنیف میں بت پرستی کا رواج

شری پتنجلی منی جو ویدک گرامر کے بہت بڑے علامہ ہو گذرے ہیں۔ مہابھاش میں صرف و نحو کے ایک قاعدہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:۔

اعتراض۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ جو مورتی (بت) فروخت کی جائے اور انکو ظاہر کرنیوالے لفظ کے کن پرتیہ (گرامیکل اصطلاح) کا لوپ (اخفا) ہو جائے۔ تو شو سکند و شاکھ یہ شکلیں نہیں بنینگی۔ مگر کن پرتیہ کے مفقود ہو جانے سے شو سکند و شاکھ یہ شکلیں بنیگی۔ کیونکہ سونا لینے کی خواہش سے موریا لوگ انکی (شو۔ سکند۔ وشاکھ دیوتاؤں کی) مورتیاں بنا کر فروخت کرتے ہیں“۔

(جواب) اچھا اگر جو مورتیاں فروخت کی جاتی ہیں تو ہاں (ان کے ظاہر کرنیوالے الفاظ کے) کن پرتیہ کا اخفا نہ ہو۔ مگر اپنے گذارہ کے لئے جو لوگ جن شو سکند وشاکھ کی مورتیوں کو لیکر گھر گھر جاتے ہیں اور انکی پوجا کروا کر گھروالوں سے کچھ دھن (زر) لیتے ہیں۔ وہاں ”کن“ کا اخفا ہو کر شو۔ وشاکھ سکند یہ شکلیں بن جائینگی۔ (حوالہ کے لئے دیکھو مہرشی پتنجلی اور تت کالین بھارت مصنفہ چندرمنی و دیا النکار ص ۶۳)

اس عبارت سے کیا معلوم ہوا۔ یہ کہ جس وقت مہابھاشیہ تصنیف ہوا اس زمانہ میں بت پرستی کا کافی رواج تھا اور لوگ مورتیاں بنا کر انہیں پوجا کرتے تھے اور پوجاری لوگ گھروں میں مورتیاں لیجا کر گھروالوں سے مال حاصل کیا کرتے تھے اور یہ رسم اتنی عام تھی کہ صرف و نحو کے مشہور علامہ کو ان الفاظ پر بھی بحث کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی جو بتوں کیلئے استعمال ہوتے تھے۔

مہابھاشیہ کا زمانہ

اب لیکھرام کا بیان ملاحظہ ہو تاکہ آپ کو مہابھاش کا زمانہ معلوم ہو سکے۔ لکھتا ہے۔

”پتنجلی ہی پانچ ہزار سال سے پہلے کے ہیں تو پانی ان سے پہلے کے ہیں۔ اسی واسطے وہ کسی طرح بھی اڑھائی ہزار برس ادہر کے نہیں۔ بلکہ پانچ ہزار ادہر کے ہیں“۔ (تاریخ دنیا جلد اول ص ۴۳)

جب پتنجلی منی مصنف مہابھاش کا زمانہ آج سے پانچہزار سال قبل ہے تو پھر ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کر لینا چاہیئے کہ ہندوستان میں بت پرستی کا رواج اڑھائی تین ہزار سال سے نہیں بلکہ پانچہزار برس سے بھی پہلے کا ہے۔ اسی طرح ذیل کا حوالہ دیکھو۔

مہابھارت کے وقت بت پرستی کا رواج

پنڈت لیکھرام سوامی دیانند جی کی سوانحعمری میں لکھتے ہیں۔

جب سوامی جی کانپور گئے تو وہاں انکی پنڈت ہلدر اوجہا سے بحث ہوئی اور اس بحث میں مندرجہ ذیل سوال و جواب بھی ہوئے۔

”اوجھانے پرشن (سوال) کیا کہ آپ مہابھارت کو مانتے ہیں سوامی جی نے کہا کہ ہم مانتے ہیں۔ اوجھانے ایک شلوک مہابھارت کا پیش کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ایک بھیل نے درونا چارج کی مورتی بنا کر اور سامنے رکھ کر دھنش ودیا (تیراندازی) سیکھی۔“

"سوامی - میں تو یہ کہتا ہوں - کہ کہیں پر تماپوجا (بت پرستی) کی آگیا (حکم) بتلاؤ - اس میں تو آگیا نہیں پائی جاتی - بلکہ لکھا ہے - کہ ایک بھیل نے ایسا کیا - جیسا کہ ہمیشہ اگیانی لوگ آج تک کیا کرتے ہیں - وہ کوئی رشی منی نہ تھا - نہ اس کو کسی نے ایسی (شکھیا (تعلیم) دی تھی "

(سوانح عمری سوامی دیانند مرتبہ لیکھرام صت۶۰۲)

اس جگہ یہ امر ہماری بحث سے خارج ہے - کہ بت پرستی کی تعلیم وید شاستروں میں لکھی ہے یا نہیں یا وہ بھیل اگیانی تھا یا ویدوں کا پنڈت - بلکہ اس وقت ہم نے یہ اور صرف یہ دکھلانا ہے کہ ہندوستان میں بت پرستی کا رواج دینے والے بقول سوامی صاحب جینی نہ تھے - بلکہ ان سے بہت پہلے اس کا رواج ہو چکا تھا اور یہی امر مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے - کیونکہ اگر مہا بھارت کے وقت بت پرستی رائج نہ ہوتی - تو تیر اندازی سیکھنے کے لئے ایک بھیل کیوں اور کیسے درون آچاریہ کا بت بنا کر مشق کرتا یہی چیز ثابت کرتا ہے - کہ درون آچاریہ کے وقت جس کو ہوئے بقول آریہ سماج پانچ ہزار برس ہو چکے ہیں - بت پرستی کا رواج تھا +

شری رام چندر جی کے وقت بت پرستی

پھر یہی نہیں - بلکہ شری رام چندر جی کے وقت بھی بت پرستی کا رواج تھا جیسا کہ رامائن کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے - لکھا ہے :-

"ترجمہ - راکشسوں کا راجہ راون جہاں جاتا تھا - سونے کا بت ساتھ لے جاتا تھا - اور ریت کی ویدی بنا کر اس بت کو رکھتا تھا - اور پھر اعلےٰ قسم کے خوشبودار پھول چڑھا کر اس کی پوجا کرتا تھا" (بالمیک رامائن لنکا کانڈ)

" یہ کوئی معمولی آدمی نہ تھا - بلکہ بقول والمیک جی "راون سے بڑھ کر تپسوی (عابد) اور گیانی (عارف) کوئی نہ تھا - وید سے واقف جس نے اپنے نام پر راون بھاشیہ (وید کی تفسیر) بنایا - علوم شاستر میں کامل دستگاہ تھی - اس کی جو بات تھی بے مثل تھی" (رامائن اردو مترجمہ افق صت۸۸۱)

پس رامائن کا یہ حوالہ بھی سوامی جی کے دعویٰ بے دلیل کی دھجیاں بکھیر رہا ہے - جب راون جیسا مفسّر وید اور عابد زاہد سفر اور حضر میں اپنے دیوتا کے بت کو ساتھ رکھتا اور اس کی پوجا کرتا تھا - تو پھر کس بناء پر سوامی جی کا دعویٰ مان لیں - کہ بت پرستی کو رواج جینیوں نے دیا -

ہاں اگر راون کا زمانہ جین مذہب سے بعد کا فرض کر لیں تب تو بات بن جائے - مگر جب تاریخ یہ کہے - کہ راون کا زمانہ مہا بھارت سے بھی پہلے کا ہے - تو پھر کیونکر سوامی جی کا دعویٰ غلط نہ قرار دیا جائے - لیکھرام تو رام چندر جی کا زمانہ یہاں تک بتلاتا ہے - کہ :-

راون کا زمانہ

"آریہ ورت کے سارے جیوتشی بالاتفاق کہتے ہیں - کہ رام چندر جی کو ہوئے ۹ لاکھ برس گذر چکے ہیں" (تاریخ دنیا جلد دوم صت۱۰۰)

اور یہ ظاہر ہے - کہ راون رام چندر جی کا ہمعصر تھا - پس جب آج سے آٹھ لاکھ سال قبل بھی بت پرستی کا ثبوت ملتا ہے - تو پھر سوامی جی کا اسے اڑھائی تین ہزار سال کا بتلانا کیونکر صحیح سمجھ لیا جائے +

منو جی کے وقت مورتی پوجا

اب اس سے بھی بہت قدیم زمانہ کی طرف آیئے اور دیکھئے - کہ منو جی مہاراج رجن کی تصنیف یعنی منو سمرتی جو دنیا کے ابتدا میں ہوئی ہے" (ستیارتھ صت۳۱۱) کے وقت بھی بت پرستی کا رواج تھا منو جی مہاراج فرماتے ہیں :-

"ترجمہ از پنڈت تلسی رام آریہ - لکڑی کے چھوٹے پل اور جھنڈے کی لکڑی اور کبھی بت کے توڑنے والا ان سب کو پھر بنا دیوے (اور ساتھ ہی) پانچ سو پن (ایک سکہ) جرمانہ ادا کرے" (منو سمرتی ادھیائے ۹ شلوک صت۲۸۵)

یہ تعزیری قانون بھی بتلا رہا ہے - کہ منو جی مہاراج کے وقت بت پرستی ہوتی تھی اگر اس وقت بت پرستی کا رواج نہ تھا - تو بت شکن کیلئے سزا تجویز کرنا چہ معنی ؟ پس جب یہ ثابت ہو گیا - کہ بت پرستی نہ صرف تنجلی منی کے وقت رائج تھی - درونا آچاریہ اور مہا بھارت کے وقت جاری تھی - بلکہ رام چندر اور منو جی مہاراج کے وقت بھی اس کا رواج تھا تو برخلاف ان مستند واقعات کے آریہ سماج کے مہرشی کا یہ لکھنا قطعی غلط اور بے بنیاد ٹھیرا - کہ "بت پرستی اڑھائی تین ہزار برس سے پیچھے پیچھے وام مارگی اور جینیوں سے چلی ہے"

اس پر اور بھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے - مگر آریہ سماج کے مہرشی اور لاثانی محقق کی علمی و تاریخی تحقیق کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے فی الحال یہی کافی ہے - جب آریہ دوست اس پر قلم اٹھائیں گے - تو اس وقت بالتفصیل لکھا جائے گا - ہمیں امید ہے - کہ آریہ بھائی تعصب اور طرفداری کو بالائے طاق رکھ کر مندرجہ بالا حوالہ جات پر غور فرمائیں گے تا انہیں معلوم ہو - کہ سوامی صاحب جنہیں مہرشی اور لاثانی محقق کا خطاب دیا جاتا ہے - کس قدر علم و لیاقت کے مالک تھے +

(فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

توسیع اخبار

اخبار کی اشاعت بڑھانا ہر ایک احمدی بھائی کا فرض ہے جس قدر زیادہ اشاعت ہوگی - اسی قدر اخبار کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائیگی احباب کو اخبار کے متعلق یہ فرض ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے +

آہ ڈاکٹر محمد حسن خاں صاحب

افسوس کہ انجمن احمدیہ شملہ کے سکرٹری تبلیغ جناب ڈاکٹر محمد حسن خاں صاحب جو کچھ عرصہ سے بعارضہ تپ دق بیمار تھے - ۱۸ رمئی کی رات کو گیارہ بجے کے قریب بعمر تقریباً ۳۰ سال اس عالم فانی سے رہ گرائے عالم جاودانی ہو گئے - انا للہ وانا الیہ راجعون - ناظرین کرام کی خدمت میں التماس ہے - کہ مرحوم کے لئے دعائے خیر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں -

مرحوم سیالکوٹ کے رہنے والے تھے - نہایت فصیح البیان اور طلیق اللسان تھے - باوجودیکہ پنجاب میں پرورش پائی تھی - لیکن زبان اردو کے نہایت اچھے قادر الکلام تھے - تبلیغ کا جوش آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا - کوئی موقع تبلیغ کا ضائع نہ ہونے دیتے تھے - باوجودیکہ احباب ان کو بیماری کی وجہ سے زیادہ محنت کرنے سے منع کرتے تھے - لیکن جوش تبلیغ ان کو اس مقدس فرض سے باز نہ رکھ سکتا تھا - دوران علالت میں بھی جب تک وہ چلتے پھرتے رہے - تبلیغ میں مشغول رہے - لیکن گذشتہ دو ماہ سے ان کی حالت سخت تشویشناک ہو گئی تھی - اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے +

جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ارتداد ملکانہ کے متعلق تحریک فرمائی - تو آپ اس مقدس آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھے اور علاقہ ملکانہ میں تین ماہ گذار کر واپس آئے - مرحوم نے وصیت کرائی ہوئی تھی - ان کے والد صاحب غیر مبائع تھے - لیکن یہ سعادت مند نوجوان حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت میں حلقہ بگوش تھا - اور حضور سے نہایت اخلاص رکھتا تھا -

گذشتہ موسم سرما میں مرحوم بہ حصول رخصت سیالکوٹ اپنے وطن میں تشریف لے گئے - اور ان کی صحت کسی قدر بحال بھی ہو گئی تھی - لیکن اللہ تعالےٰ کو منظور نہ ہوا شملہ واپس آ گئے اور دفتر میں شامل ہو گئے - جس کی وجہ سے حالت پھر بگڑ گئی اور آخر آپ ایسی طویل علالت سے جانبر نہ ہو سکے -

مرحوم کی نعش کو امانتاً شملہ کے قبرستان واقع بالو گنج میں سپرد خاک کیا گیا - اللہ تعالےٰ مرحوم کی بیوہ اور بال بچوں کا حافظ و ناصر ہو - آمین + (خاکسار برکت علی امیر جماعت احمدیہ شملہ)

موٹر مکینک کی ضرورت

ڈیرہ دون میں ایک احمدی بھائی کو موٹر مکینک کی ضرورت ہے - جو احمدی بھائی کام سے اچھی طرح واقف ہوں - موٹر کی مرمت اور رنگ بھی کر سکتے ہوں - اور چھوٹے چھوٹے پرزے بھی بنا سکتے ہوں اپنی درخواستیں مع تصدیق چال چلن سکرٹری امور عامہ یا امیر جماعت مقامی دفتر ہذا میں بھجوا دیں -

(محمد صادق عفا اللہ عنہ ناظر امور عامہ قادیان)

وصیت نمبر ۲۳۹۸

میں محمد کریم علوی ولد مولوی محمد سلیم صاحب علوی سید ساکن کاکوری تحصیل و ضلع لکھنو کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری جائداد سردست کوئی نہیں اِس وقت ماہوار آمد مبلغ ما صہ سکہ عثمانیہ ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط خاکسار محمد کریم علوی ایم اے۔ مددگار سرکار ہیڈ مدرسہ فوقانیہ حال ... ہنمکنڈہ ضلع ورنگل ریاست نظام۔ المرقوم ۱۷ر شوال المکرم ۱۳۴۴ھ۔ نوٹ:۔ تاریخ وصیت ۴ر رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ منظور ہوگی۔ گواہ شد: سوزیر محمد خان احمدی گواہ شد:۔ عبد اللہ الہ دین ٭

وصیت نمبر ۲۳۲۵

میں مریم بی بی زوجہ صوفی احمد علی قوم راجپوت بھٹی ساکن لدھیکے نیویں تحصیل و ضلع لاہور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق یہ وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری جائداد موجودہ زیورات و مہر قیمتی ۲۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز جو رقوبات بمد وصیت داخل کر جاؤں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جاوینگی۔ ۲۸ر مئی ۱۹۲۶ء خاکسارہ عاجزہ مریم بی بی احمدی بقلم خود۔ گواہ شد: صوفی احمد علی خاوند موصیہ گواہ شد: محمد اسحاق احمدی بقلم خود ٭

وصیت نمبر ۲۴۰۴

میں عزیز بی بی زوجہ حکیم محمد الدین علماء ساکن حال گوجرانوالہ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد بمعہ ۱۰۰ روپیہ حق مہر کے صرف حسب ذیل زیور کنٹھہ طلائی لعہ کڑے معہ بالیاں طلائی صہ انگشتری طلائی عہ لونگ عہ کل قیمت ۲۳۵ روپیہ ہے۔ المرقوم ۱۷ فروری ۲۶ء بقلم خود عزیز بی بی۔ گواہ شد: حکیم محمد الدین خاوند موصیہ بقلم خود گواہ شد:۔ غلام حیدر کلرک ڈاکخانہ گوجرانوالہ گواہ شد:۔ عبد المجید سوداگر چرم ٭

وصیت نمبر ۲۴۰۳

میں برکت بی بی زوجہ امام الدین قوم چوہان ساکن چانگریاں ضلع سیالکوٹ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت مظہرہ کی جائداد مبلغ ما عہ کا زیور ہے۔ جن میں سے ۱/۸ حصہ بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی اور جائداد ثابت ہووے تو اس کا بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۲۷ر فروری ۱۹۲۶ء گواہ شد:۔ غلام رسول احمدی چانگریاں بقلم خود۔ العبد برکت بی بی زوجہ امام الدین۔ گواہ شد:۔ رحیم بخش احمدی سکنہ چانگریاں ٭

وصیت نمبر ۲۴۰۵

میں پیر محمد ولد کریم بخش قوم جٹ سکنہ شاہ پور تحصیل و ضلع گورداسپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی میری موجودہ جائداد تقریباً ۹ گھماؤں اراضی زرعی ہے۔ مکان خام ہے نقد سات سو روپیہ ہے۔ بیل قیمتی ما صد روپیہ۔ المرقوم ۲ر اپریل ۱۹۲۵ء گواہ شد:۔ فضل الدین پسر موصی۔ گواہ شد:۔ روشن دین پسر موصی۔ العبد پیر محمد ولد رحیم بخش موصی۔ گواہ شد:۔ شیخ عبد الحق سکنہ ڈڈالہ بانگر بقلم خود گواہ شد:۔ اللہ داد ولد محمد بخش ٭

وصیت نمبر ۲۲۹۹

میں چوہدری کالو ولد چوہدری گلاب قوم کمبو ساکن حمزہ تحصیل و ضلع امرتسر کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ الف۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ب اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ۲۴ کنال زمین چاہی واقعہ چاہ مانگٹانوالہ پر اور ایک مکان رہائشی ہے۔ علاوہ بریں کچھ زمین شاملات ہے جو شاملات دیہہ ہذا میں سے علیحدہ نہیں ہے۔ فقط ۱۵ مئی ۲۶ء۔ العبد۔ کالو ولد گلاب احمدی۔ راقم الحروف فضل الدین احمدی سب اوورسیر لٹری انجینیر ہوڈس مردان ضلع پشاور پسر موصی بقلم خود گواہ شد۔ صدر الدین احمدی سکنہ حمزہ بقلم خود گواہ شد۔ بدر الدین کمبو سکنہ حمزہ ٭

وصیت نمبر ۲۳۲۴

میں صوفی احمد علی ولد مولوی بدر الدین مرحوم راجپوت بھٹی ساکن لدھیکے نیویں تحصیل و ضلع لاہور کا ہوں جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری موجودہ جائداد سامان خانہ داری و کتب وغیرہ قیمتی ما ر ایک قطعہ زمین ۲ گھماؤں بمعہ ۱/۲ حصہ مکان واقعہ حسین خانوالہ تحصیل قصور ضلع لاہور قیمتی صما روپیہ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو رقومات میں اپنی زندگی میں بمد وصیت داخل کروں وہ حصہ موجودہ سے مجرائی جاویں گی۔ فقط والسلام ۳۰ر مئی ۱۹۲۶ء گواہ شد۔ نظام الدین احمدی باغبانپورہ متصل کوٹ رادھاکشن۔ العبد۔ خاکسار صوفی احمد علی سیکرٹری جماعت احمدیہ لدھیکے نیویں گواہ شد:۔ مرزا ناصر علی امیر جماعت احمدیہ فیروزپور۔ گواہ شد۔ محمد اسحاق احمدی بقلم خود موضع کھر سپڑ ٭

وصیت نمبر ۲۴۰۷

میں محمد بی بی بنت جوایا قوم زمیندار باجوہ ساکن گکیانوالی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل کروں۔ تو وہ حصہ جائداد سے منہا کی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد مہر سات صد روپیہ اور زیور ایک صد روپیہ ہے۔ جملہ کل آٹھ صد روپیہ ۸ر اپریل ۱۹۲۶ء گواہ شد:۔ غلام رسول احمدی سکنہ چانگریاں۔ العبد:۔ سماۃ محمد بی بی بنت جوایا جٹ۔ گواہ شد:۔ نواب الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ چانگریاں بقلم خود

وصیت نمبر ۲۴۰۶

میں فضل الرحمن اختر ولد شیخ عبد الرحمن ساکن ساہیوال ضلع شاہ پور حال ملتان چھاؤنی کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ جس کا میں مالک ہوں۔ ایک مکان پختہ واقعہ کلانور ضلع گورداسپور جو جدی ہے۔ اس کا ۱/۲ حصہ اراضی سکنی گجر گڑھ شہر ملتان قریباً ۔۔۔ گز قریباً مبلغ آٹھ ہزار روپیہ کاروبار بھٹہ ملتان پر لگا ہوا ہے۔ قصبہ ساہیوال میں چاہ نابانوالہ ۱/۴ حصہ چاہ انولانوالہ ۱/۴ حصہ رقبہ قریباً ۲۵ بیگھہ چاہ نتروالہ ۱/۴ حصہ رقبہ قریباً ۲۲ بیگھہ چاہ حاجی والہ معہ باغیچہ رقبہ ۱۸ بیگھہ ہے۔ المرقوم ۹ر اپریل ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک فضل الرحمن اختر ٹھیکہ دار بھٹہ چھاؤنی ملتان۔ وصیت بمقام قادیان لکھی گئی۔ گواہ شد:۔ محمد احسان صدیقی ساڈھورہ حال وارد قادیان۔ گواہ شد: عبد الرحمن دوالمیال حال وارد قادیان ٭

وصیت نمبر ۲۴۱۴

میں مہر الدین ولد رحمان بخش قوم راول ساکن حال قادیان کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میرے پاس مبلغ دو سو روپیہ نقد ہے۔ جس سے میں تجارت کا کام کرتا ہوں۔ تازیست اپنی آمدنی کا ماہوار ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۶ر اپریل ۱۹۲۶ء ٭ گواہ شد:۔ عبد الرحمن کاغانی۔ العبد:۔ مہر الدین ولد رحمان بخش۔ گواہ شد:۔ [illegible] غلام [illegible] حال قادیان ٭

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰)

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب جج درجہ چہارم جھنگ

بمقدمہ

دوکان چوکھا رام کرچند بذریعہ چوکھا رام ولد صاحبزانہ زرگر سکنہ جھنگ کمپنی تحصیل جھنگ مدعی بنام سکھا۔

دعویٰ مبلغ — ۳۱۰ روپے بروئے بہی

اشتہار بنام سکھا ولد گاماں ذات جھکیار سکنہ جھاکی تحصیل جھنگ۔ درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ ہذا مدعا علیہ کے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۱۲/۶/۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ ۲۵/۵/۲۶

مہر عدالت — دستخط حاکم

اہل جرمن کی حیرت انگیز کاریگری

ایک دن میں تین شکلیں بدلنے والی خوبصورت البیلی سنہری چوڑیاں

ذرا ان چوڑیوں والا ہاتھ ہلاؤ۔ فوراً عمدہ قسم کی بین بنجاتی ہے۔ بس چوڑیاں اکٹھی ہیں تو بیل معہ پھول معلوم ہوتی ہیں۔ چاندنی میں وہ بہار دکھاتی ہیں۔ کہ کلائی پر نور برستا ہے۔ روشنی میں چمک کی اس قدر تیز اتنی کرنیں پیدا ہوتی ہیں۔ کہ نظر نہیں ٹھہر سکتی یہ کوئی ملمع کی چوڑیاں نہیں ہیں کہ جو کچھ دنوں کے بعد رنگ اتر جائے۔ بلکہ ان چوڑیوں کی خاص رنگت یہی ہے۔ اس کی چمکدار رنگ روپ ہمیشہ قائم رہتا ہے یہ نئی ایجاد کا سونا کیمیکل ذریعہ سے بنایا گیا ہے۔ دیسی سونے کے مانند جہاں ذرا چمک دمک میں فرق معلوم دیا صابن سے صاف کرو پھر تازہ بتازہ نئی بہ نئی دیکھو۔ یہ چوڑیاں اس خوبصورتی سے کاریگر نے بل دیکر بنائی ہیں۔ کہ ہر چوڑی وزن میں ایک روپیہ سے کم ہے۔ نہ بہت موٹی نہ بہت باریک کلائیوں پر جگنو کی طرح لہریہ پڑتا ہے۔ امیرزادیوں اور بیگمات نے پسند فرمائی ہیں اور ہر قوم کی عورتوں نے ان چوڑیوں کو پسند کیا ہے۔ دھڑا دھڑ فروخت ہو رہی ہیں۔ ایک سٹ میں بارہ چوڑیاں ہوتی ہیں۔ ۱۲ چوڑیوں کے ایک سٹ کی قیمت ۸؍ ۲ سٹ کے خریدار کو ایک سٹ مفت انعام۔ محصول ایک سے ۴ تک ۷؍ ناپ ضرور بھیجئے۔

ملنے کا پتہ:- ایس اے اصغر اینڈ کو ٹمٹیا محل دہلی ۸

بٹالہ میں دو عدد پختہ مکانات رہن ملتے ہیں

میرے دو عدد مکانات پختہ جن میں سے ایک دو منزلہ ہے۔ بٹالہ میں واقع ہیں۔ یہ مکانات میری طرف سے ایک ہندو اور ایک غیر احمدی کے پاس رہن ہیں۔ اور زر رہن پر مجھے ایک بہت بڑی رقم سود کی ادا کرنی پڑتی ہے۔ اب جبکہ میں خدا کے فضل سے احمدیت میں داخل ہو چکا ہوں۔ میں اس سودی قرضہ سے جس طرح بھی ہو نجات چاہتا ہوں۔ لیکن نجوم کا کام چھوڑ دینے کی وجہ سے اب میری مالی حالت ایسی نہیں۔ کہ میں بطور خود روپیہ ادا کر کے مکانات فک کرا سکوں۔ پس اگر کوئی صاحب یہ دونو مکانات اپنے پاس رہن رکھ کر میرے لئے دو ہزار روپے کا انتظام فرماویں۔ تو میں اپنے سابقہ سودی قرضہ سے نجات پا سکتا ہوں۔ اور ہر دو مکانات کا کرایہ عـ۱۵ روپیہ ماہوار ہے۔ اگر کوئی صاحب توجہ فرماویں۔ تو نہ صرف یہ کہ ان کا روپیہ محفوظ ہے۔ بلکہ ان کے لئے ایک مصیبت زدہ بھائی کی امداد کا ثواب مزید براں ہو گا۔ اگر مجھ سے مکانات کا قبضہ لے کر کسی اور کو دینا چاہیں۔ تو اس میں بھی مجھے کوئی انکار نہ ہو گا۔ میں باقاعدہ رجسٹری کرا دینے کے لئے تیار ہوں۔ میرے متعلق اگر کوئی مزید حالات دریافت کرنے ہوں۔ تو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سے دریافت کر سکتے ہیں۔ فقط

خاکسار
محمد علی احمدی کیوری دروازہ
بٹالہ

اعلان برائے ٹھیکہ احمدیہ فلور ملز قادیان

چونکہ بورڈ آف ڈائرکٹرز احمدیہ سٹورز قادیان نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ آئندہ کیلئے فلور ملز احمدیہ سٹورز کو ٹھیکہ پر دیدیا جائے۔ اسلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک احمدی مبایع (جو مشین مذکور کا ٹھیکہ لینا چاہے اور پانچہزار روپے کی نقد یا بذریعہ جائیداد غیر منقولہ کے ضمانت دے سکے) کی درخواست پر جو ناظر صاحب امور عامہ کی خدمت میں آنی چاہیئے۔ شرائط ٹھیکہ کی نقل روانہ کی جائیگی۔ جن کو قبول کرنے کے بعد وہ تاریخ مقررہ پر (جو بعد میں مقرر ہو گی) سر بمہر لفافہ میں ٹنڈر روانہ کریگا منظور کرنا بورڈ کا اختیار ہو گا۔

مینیجر احمدیہ سٹور قادیان

بڑھیا پیر امنگ کا عید

ہمارے کارخانہ میں اول درجہ کا کپڑا تیار ہوتا ہے جلدی منگوائیں آپ پیر کو دیکھکر نہایت خوش ہونگے

[illegible]

مینیجر سودیشی کھدر بیر چار لسپنی لودہانہ

استہارات

نادر موقع — خوشخبری — نادر موقع

علامہ ڈاکٹر شیخ سر محمد اقبال صاحب کے پی بیرسٹر ایٹ لا کے اردو کلام کا مجموعہ

موسومہ بانگِ درا

کا دوسرا ایڈیشن

نہایت آب و تاب سے بہت عمدہ کاغذ پر طبع ہونے والا ہے۔ لکھائی اور چھپائی مثل سابق دیدہ زیب ہوگی سرورق بھی ایک نہایت خوبصورت ہوگا اور ہر ایک جلد ڈاکٹر صاحب موصوف کی تصویر سے مزین ہوگی باوجود ان تمام خوبیوں کے سابق قیمت مبلغ چار روپیہ کے بجائے دو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک صرف ان صاحبان سے لئے جاوینگے جو ۱۵ جون ۱۹۲۶ء تک اپنا آرڈر درج کرا دینگے ۔ پچیس کتاب سے زیادہ کے خریدار کو کمیشن بھی دیا جائیگا۔ دس کتاب کے خریدار کو محصولڈاک معاف۔

(نوٹ) مجلد کتاب بھی ایک روپیہ زائد خرچ کرنے پر مل سکتی ہے جلد پر بانگ درا اور ڈاکٹر صاحب کا نام سنہری حروف سے لکھا ہوگا

المشتہر
حکیم شیخ طاہر الدین بازار انارکلی لاہور

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل دو ایڈیٹر)

ممالک غیر کی خبریں

ٹوکیو ۲۵ مئی۔ ایک سخت ہیبت ناک گرج کے ساتھ کوہ توکاچی سے یکایک آتش فشانی ہونے لگی۔ یہ گرج بیس میل کے فاصلہ پر سنی گئی۔ آتش فشاں کے دامن میں قصبہ سیوا کے باشندے سراسیمگی کے عالم میں بھاگے۔ ساٹھ مکانات اس کھولتے ہوئے اور پگھلتے ہوئے مادے کے نیچے دب گئے۔ ایک سو بیس آدمی جن میں زیادہ تر کان کھودنے والے ہیں۔ ایک مقامی گندھک کی کان میں غائب ہو گئے ہیں۔

ٹوکیو ۲۶ مئی۔ شہر کہتوارہ کا نصف حصہ دریا برد ہو گیا ہے۔ کوہ ماپاپا کے پھٹنے سے آبپاشی کا ایک زبردست تالاب ٹوٹ گیا تھا۔ جو شہر کو بہا لے گیا۔ غرق شدہ حصہ میں ڈاک خانہ بینک، تھیٹر اور دیگر عمارات تھیں۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۱۴۰ مکانات دریا برد ہوئے۔ ۵۰ مردوں اور ۱۳ عورتوں کی لاشیں دستیاب ہوئی ہیں۔

لنڈن ۲۶ مئی۔ سرکاری طور پر پیرس میں اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ غازی امیر عبدالکریم نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ بعد کا نار امیر عبدالکریم کو طرہ پہونچا دیا جائے گا۔ انہوں نے خود اور اپنے خاندان کو فرانس کی حفاظت میں دیدیا ہے۔ اطاعت کرنے سے پہلے انہوں نے تمام فرانسیسی سپاہیوں اور دیگر قیدیوں کو حفاظت کے ساتھ فرانسیسیوں کے پاس بھیجدیا۔

طنجہ ۲۷ مئی۔ عبدالکریم کا اعتراف شکست تعجب انگیز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ پیشتر ہی سے خیال تھا۔ کہ وہ اس خوف سے کہ خود ان کی مایوس فوج انہیں قتل نہ کر دے۔ چھپنے کی بجائے بھاگ جانے کی کوشش کرینگے۔ فرانسیسیوں نے جبل ہامان کا بہت حصہ فتح کر لیا تھا۔ جس کی مضبوطی عبدالکریم کی آخری جائے پناہ تھی۔ ان کے اپنے قبیلہ، بنی ورغل نے اطاعت قبول کر لی۔ اور تقریباً تمام علاقہ ریف فرانسیسیوں اور ہسپانیویوں کے ہاتھ آچکا تھا۔ صرف دو قبیلے غمارہ اور رجبالہ ایسے باقی ہیں۔ جن پر ابھی تک کوئی اثر نہیں پڑا ہے۔ اور غالباً انہیں ابھی عبدالکریم کی شکست کی خبر نہیں ہے۔

لنڈن ۲۷ مئی۔ وزیر معدنیات نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ کل سے ان لوگوں کو جو گھر میں کوئلہ جلاتے ہیں۔ صرف نصف ہنڈرویٹ کوئلہ فی ہفتہ ملا کرے گا۔ اب ہنڈرویٹ ۲۷ رمئی ۸ بجے ضرورت مندیہ کوئلہ خود جا کر لائیں مقامی حکام سے پروانہ حاصل کریں۔ بہ مقدار اس کوئلہ کے جو تھائی ہے جو دوران جنگ میں چھوٹے پہنچی ہے۔ سڑکوں کی روشنی بھی گھٹا دی گئی ہے۔ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ جو شخص ان احکام کی تعمیل نہیں کریگا اس کو سخت سزا دیجائیگی۔

لنڈن ۲۵ مئی۔ ڈیلی نیوز کا نامہ نگار قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ ٹرکی کو یہ خوف ہے۔ کہ اٹلی ایشیائے کوچک میں ترکی علاقہ پر حملہ کرے گا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ترکی کے تعلقات برطانیہ سے حال میں ہی بہتر ہو گئے ہیں۔ ترکی اٹلی کے حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاریاں کر رہا ہے۔

۲۵ مئی قاہرہ۔ ۱۹ مئی کو جس سازش کے مقدمہ کی پیشی کی اطلاع دی گئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تمام ملزمین رہا کر دیئے گئے۔ صرف نہی کو سزائے موت دی گئی۔

مجرالکاہل میں سنڈے آئیلینڈ دراصل دنیا میں سب سے اونچا پہاڑ ہے۔ یہ پہاڑ پانچ میل پانی میں ہے۔ اور دو ہزار فٹ اس سے اوپر ہے۔ گویا نیچے سے اوپر تک اس کی کل اونچائی تیس ہزار فٹ ہے۔

ہندوستان کی خبریں

کلکتہ ۲۶ مئی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ذکریا سٹریٹ کی مسجد جو گذشتہ فسادات میں اس قدر نمایاں رہی ہے باہر سے گرا کر بنائی جائے گی۔ اس دوبارہ تعمیر میں کوئی سات لاکھ روپیہ کی لاگت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

مدراس ۲۵ مئی۔ ضلع میسور کے ایک مقام ہونور پر دلائی گر اور لنگایت نامی دو فرقوں میں سخت فساد ہو گیا جس میں اینٹوں اور پتھروں کا نہایت آزادانہ استعمال کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کل ۲۲ آدمی زخمی ہوئے۔ جن کے ٹانگوں۔ بازوؤں اور دانتوں میں چوٹ آئی۔ کئی مکانات گرا کر زمین کے برابر کر دیئے گئے۔ اب تک ۱۹ آدمی اس سلسلہ میں گرفتار ہو چکے ہیں۔

رنگون ۲۶ مئی۔ ۲۲ تاریخ کی شب اور ۲۳ کی صبح کو اکیاب میں سخت طوفان آیا جس سے بہت سارا نقصان جان و مال کا ہوا ہے۔ عدالتی اور سرکاری عمارات برباد ہو گئی ہیں اور سلسلہ تار میں خلل واقع ہو گیا ہے۔

بمبئی ۲۸ مئی۔ ہمعصر ایونگ نیوز کو سکندر آباد کا ایک پیام موصول ہوا ہے۔ جس میں یہ درج ہے۔ کہ ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام حیدر آباد نے مکہ معظمہ کی تمام ایسی مساجد کی تعمیر و مرمت کا ذمہ اپنے سر لیا ہے۔ جن کو اہل نجد کے گذشتہ تسلط کے زمانہ میں کم و بیش کچھ بھی صدمہ پہنچا ہو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک انجینئر کو وہاں اس غرض سے بھیجا ہے۔ کہ وہ وہاں جا کر لاگت کا اندازہ کرائیں۔

کلکتہ ۲۸ مئی۔ رائے بہادر بھوپیندر ناتھ چیٹر جی اسپیشل سپرنٹنڈنٹ پولیس و شارح اطلاعات بنگال پر علی پور سنٹرل جیل میں آج ۷ بجے شام کو دکھنیشور بم کے معاملہ کے ایک قیدی نے چہرے سے حملہ کیا۔ وہ مجروح ہو گئے۔ اور شب کو ۸ بجے ہسپتال میں جان بحق ہو گئے۔ یہ جرم تحریک سودیشی کے ایام کی یاد دلاتا ہے۔ جب کہ نریندر ناتھ گوسوامی کو جو علی پور بغاوت کیس میں سرکاری گواہ تھا۔ دو ملزمان نے جیل میں قتل کر ڈالا تھا۔

مدراس۔ ۲۸ مئی۔ ہز ہائی نس مہاراجہ جودھ پور اوٹاکمنڈ میں شکار کھیلنے گئے تھے۔ ۱۹ تاریخ کو جبکہ شکار پارٹی واپس آرہی تھی۔ انہیں ایک جنگلی ہاتھی ملا۔ اور اس نے حملہ کر دیا ہز ہائی نس نے فائر کیا۔ مگر ہاتھی نے دوسرا حملہ کر دیا۔ اور اس سے پہلے کہ ہز ہائی نس دوبارہ فائر کرتے وہ ہاتھی کی ٹانگوں میں آگئے۔ اس اثنا میں مہاراجہ صاحب کے ساتھی دوڑ پڑے اور انہوں نے ملکر ہاتھی کو مار ڈالا۔ خوش قسمتی سے ہز ہائی نس کو چوٹ وغیرہ نہیں آئی۔

لاہور ۲۸ مئی۔ لاہور میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ شیخوپورہ کے راجہ نیخ چند انتقال کر گئے ہیں۔

احمد آباد ۲۹ مئی۔ راج بندھو مقامی ہفتہ وار اخبار کو معلوم ہوا ہے۔ کہ گاندھی جی نے بین الاقوامی طلباء کی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے فنلینڈ روانہ ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جو ماہ اگست میں منعقد ہونے والی ہے۔ وہ مسٹر مہادیو ڈیسائی اور اپنے سب سے چھوٹے فرزند مسٹر دیو داس گاندھی کی معیت میں اوائل جون میں روانہ ہو گئے جب کانفرنس ختم ہو جائے گی۔ تو مہاتما جی سویڈن ناروے جرمنی، اٹلی اور دیگر ممالک کی سیر میں تین چار مہینے صرف کرینگے۔

لاہور ۲۹ رچہار شنبہ کی شب کو پنجاب یونیورسٹی کی عمارتوں میں ایک نہایت دلیرانہ چوری ہوئی۔ یونیورسٹی کے ایک ایک پروفیسر صاحب جو یونیورسٹی ہی کی عمارت میں رہتے تھے اور جو بعض مضامین میں ممتحن بھی تھے۔ اس دن شب کو مع اپنے چند دوستوں کے کہیں باہر کھانا کھانے گئے۔ اس عرصہ میں کچھ لوگوں نے ان کے کمرہ کا قفل کھولا۔ اور امتحان کی تقریباً چھ سو کاپیاں اڑا لے گئے۔ جو تین مختلف مضامین کی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تین سو کاپیوں پر نمبر دیئے جا چکے ہیں۔ اور جن طلبہ کی کاپیوں پر نمبر نہیں دیئے گئے ہیں۔ اور ان کا نتیجہ نہیں معلوم ہے۔ ان کا عنقریب پھر سے امتحان ہوگا۔ یہ کاپیاں ایم۔ اے۔ بی۔ اے (اعزازی) اور بی۔ اے کے (معمولی) درجوں کی تھیں۔ اور مختلف مضامین کی تھیں۔

چونکہ یونیورسٹی پنجاب کے حلقہ جات کے رائے دہندگان ابھی پورے طور پر درج رجسٹر نہیں ہوئے۔ اس لئے ان کے ...

(منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)